ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی ۱۹۹۲ء

جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۱ء کے موقع پر تبلیغی نشست کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ
سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔ حضور کے دائیں طرف مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر
امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور بائیں طرف مکرم ہدایت اللہ ہبش پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی ہیں

القرآن الحکیم

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ
لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور آیت ۵۶)

ترجمہ :۔ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ اسے ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا
اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ
مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّةً فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ
اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةً عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَکَتَ۔

ترجمہ :۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوة قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰة باب الانذار والتحذیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

اخبار احمدیہ

ذیقعد ۱۴۱۲، ہجرت ۱۳۷۱ ہش، مئی ۱۹۹۲ء

جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۵

فہرست مضامین

اداریہ ۲

ملفوظات ۳

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ۴

تاریخ ساز کارنامہ ۵

خطبہ جمعہ ۷

قرارداد تعزیت برطانیہ ۱۴

قرارداد تعزیت جرمنی ۱۵

مقالہ خصوصی ۱۸

ایک تاریخی دن ۲۳

قدرتِ اولیٰ و ثانی کی اصطلاحیں ۲۷

حقانیت کا درخشندہ ثبوت ۲۹

خلافت نمبر

مجلس ادارت

صدر مجلس: عبداللہ واگس ہاوزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

نگران: مسعود احمد جہلمی

ایڈیٹر: عرفان احمد خان

نائبین: ڈاکٹر عمران احمد خان، خلیق سلطان انور، سلیم احمد شاہد، انس محمود منہاس

خطاطی: سعید اللہ خان

پبلشر: فلاح الدین خان

مینیجر: عبدالرزاق ڈوگر

سالانہ چندہ بمعہ ڈاک خرچ

یورپ ــــ ۲۴ مارک امریکہ و کینیڈا ــــ ۲۰ ڈالر

آسٹریلیا، جاپان ــــ ۲۵ ڈالر انڈیا، پاکستان ــــ ۴۰۰ روپے

دفتر رابطہ: Mittelweg 43, 6000 Frankfurt / M. 1, Germany

قیمت: ایک مارک

اداریہ

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ

انسانی سرشت کا ایک کمزور پہلو یہ بھی ہے کہ اوّل تو وہ راہِ ہدایت کی طرف آتا ہی نہیں اور اگر آ جائے تو پھر قدم قدم پر شیطان کے بہکائے میں آکر بھٹکتا اور سنبھلتا رہتا ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی دستگیری شامل حال نہ رہے تو وہ ہدایت کے نام پر ہی دوبارہ گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایمان لانے کے بعد گمراہی کی راہ انسان ہدایت کے زعم میں مبتلا ہو کر اختیار کرتا ہے۔ ہر چند کہ وہ کھلی کھلی گمراہی اختیار کر رہا ہوتا ہے لیکن سمجھ یہ رہا ہوتا ہے کہ ہدایت کی راہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے ایسا کرنا ازبس ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اس امر کا ذکر کیا ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صحیح معنوں میں عبرت پکڑتے اور نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے جو آنکھیں رکھنے کے باوجود دیکھتے نہیں، کان رکھنے کے باوجود سنتے نہیں اور عقل رکھنے کے باوجود سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اسی لئے تباہی کے راستہ کی طرف اندھا دھند دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُمّت مسلمہ کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور باہم متحد رہیں اور آگ کے گڑھے کے کنارے دوبارہ نہ جا لگیں۔ اس کے باوجود اِس زمانہ کے مسلمانوں میں افتراق ہے کہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ تنظیمیں بنائی جاتی ہیں اتحاد کے نام پر لیکن عملاً ان کے ذریعہ معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ افتراق پھیلایا جاتا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت، انجمن سپاہ صحابہ اور ایسی ہی بعض دوسری تنظیمیں اس کی واضح مثال ہیں۔ ان تنظیموں کے بنانے والے اور ان کے بل پر اپنی لیڈری چمکانے والے دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ وہ اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی تنظیموں کے ذریعہ اُمّت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا گیا ہے۔

مغرب کی عیسائی طاقتیں ہنود و یہود کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمان ملکوں کو نیست و نابود کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ عراق کے لاکھوں باشندوں کو موت کے گھاٹ اتارنے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے بعد اب لیبیا پر اقتصادی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ لیبیا کا بھی عراق جیسا حشر کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ منصوبہ یہی ہے کہ باری باری سارے ہی مسلمان ملکوں کو کچل کر رکھ دیا جائے۔ اس کے بالمقابل مسلمان ملک ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر دشمنان اسلام کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں اور خود اپنی تباہی سے ان کے لئے جشن پر جشن منانے کا سامان مہیّا کر رہے ہیں۔

اس اندوہناک صورت حال میں عبرت کا بہت کچھ سامان موجود ہے لیکن عبرت حاصل کرنے پر کوئی آمادہ نہیں جبھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بار بار فرمایا ہے۔

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ

تم بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں خُدا کی ایک مجسم قُدرت ہوں

میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قُدرت کا مظہر ہوں گے

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے..... دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الّذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللّٰہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے..... جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا وقت آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔ اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی....."

(الوصیّت صفحہ ۱۳-۱۴)

ماموریں اور اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے جلوے دکھاتا ہے

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل حاجی الحرمین سیّدنا و امامنا حضرت مولانا نور الدّین کا ایک پُر معارف ارشاد

"ذرا ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو۔ آپؐ نے دعوتِ حق شروع کی، تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ چکا تھا اور اُدھر قوم کو دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے دُکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے۔ قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپؐ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا۔ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچادی اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپؓ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفۂ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اُس کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اُسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواحِ عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ تھا۔ سب کچھ ہوا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا ... کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے اُس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائیدِ الٰہی کا مزہ آتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیسا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھمنڈ سے مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتے ہیں تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس سرمایہ، علوم اور سفر کے وسائل نہیں ہوتے مگر عالم ہونے کی لاف و گزاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اُن کے پاس کُتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں وہ حکام سے جا کر ملتے نہیں۔ مگر وہ اُن سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اُس کی مخالفت کرتی ہے مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح اُن کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے" ——— (خطباتِ نور، جلد اوّل صـ ۱۱۲ تا ۱۱۴)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی ایک پُر تاثیر دُعا

یہ ان ایّام کا ذکر ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بیمار تھے۔ اور بسا اوقات بیماری اتنی شدّت اختیار کر جاتی تھی کہ جینا دوبھر ہو جاتا۔ ایک ایسے ہی وقت میں جبکہ آپ سخت تکلیف میں مبتلا تھے آپؓ نے اپنے بعد آنے والے کے حق میں ایک پُر درد دُعا کی جس کا ذکر خود آپ ہی کے الفاظ میں درجِ ذیل کیا جاتا ہے۔

"آج مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے سمجھا اب دنیا میں نہیں رہوں گا۔ سو میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سُورۃ الضحیٰ اور دوسری رکعت میں اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کی تلاوت کی۔ پھر میں نے دُعا کی۔ الٰہی! ہم پر ہر طرف سے غدر ہو گیا ..... الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اوّل تو سُست ہیں پھر دینِ اسلام۔ قرآن کریم اور نبی کریمؐ سے بے خبر۔ تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوّتِ جاذبہ ہو وہ کاہل و سُست نہ ہو ہمّت بلند رکھتا ہو۔ باوجود ان تمام باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو۔ دُعاؤں کے مانگنے والا ہو تیری تمام یا اکثر رضاؤں کو پورا کیا ہو۔ قرآن و حدیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ تباغض ان میں نہ ہو۔ اس جماعت کے لوگوں میں خوب ہمّت اور استقلال ہو۔ قرآن و حدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل اور دُعاؤں کے مانگنے والے ہوں۔ ابتلاء تو ضرور آویں گے۔ ان ابتلاؤں میں اُن کو ثابت قدمی عطا فرما۔ ان کو ایسے ابتلاء نہ آئیں جو اُن کی طاقت سے باہر ہوں" ——— (مطبوعہ الحکم ۷، اپریل ۱۹۱۴ء)

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک تاریخ ساز کارنامہ

نظام خلافت کی حفاظت اور استحکام کیلئے جماعت سے لئے جانے والا ایک دائمی عہد

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ۲۴ر جنوری ۱۹۶۰ء کو جماعت سے نظام خلافت کی حفاظت اور استحکام کے لئے ایک دائمی عہد لیا۔ اس تاریخی عہد کا مکمل متن یاددہانی کی غرض سے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسولؐ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِيْن اَللّٰهُمَّ اٰمِيْن۔

(الفضل ربوہ ۱۶ر فروری ۱۹۶۰ء صہ۴)

خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں جماعت احمدیہ کو خلافت کی برکات سے نوازا ہے۔ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ ان برکات کو یاد رکھیں اور خلافت احمدیہ کا جھنڈا قیامت تک قائم رکھتے چلے جائیں

(مشعل راہ صہ۸۲۳)

خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار اور سیاست سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی

یہ ایک خالصۃً روحانی نظام ہے اور اس کا مقصد تمام بنی نوع انسان کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے

"اصل بات یہ ہے کہ مذہب کا تعلق دل سے ہے اور اس کے لئے دلائل اور معجزات کی ضرورت ہے اور پھر اس امر کی ضرورت ہے کہ دُعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کیا جائے تاکہ لوگوں کے دل بدلیں اور وہ دلائل اور معجزات کا اثر قبول کر کے اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ دلائل و معجزات کی اس جنگ میں فتح یاب ہونے کے لئے اُسی قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جس قسم کی تربیت صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل کی تھی یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب نے حاصل کی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ میں نشانات دکھانے والے ہزاروں کی تعداد میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آئندہ نسلوں کی اس رنگ کی تربیت کرنے کے لئے کہ ان کے ذریعہ نشاناتِ الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہے اور اسلام دُنیا میں غالب آتا چلا جائے جماعت احمدیہ میں خلافت کے نظام کو قائم فرمایا ہے۔ دنیا میں اُمّتِ واحدہ خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ اس کے قیام کے سامان ہوتے چلے آرہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار، سیاست اور بادشاہت سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی اور نہ کبھی یہ اس میں دلچسپی لے گی۔ یہ ایک خالصۃً روحانی نظام ہے اور اس کا مقصد دلائل و براہین آسمانی نشانوں اور دُعاؤں کے ذریعہ تمام بنی نوعِ انسان کو اُمّتِ واحدہ بنانا ہے" ——— (خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۸۰ء بمقام ٹورنٹو، کینیڈا۔ بحوالہ دورۂ مغرب صفحہ ۴۴۳)

دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی اصطلاح کے مطابق ہمیں جو سیادت عطا کی ہے اُسے وہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا ارشاد مبارک

"خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں"

"ہمیں یہ بھی دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے۔ بنی نوع انسان کی بہبود کی خاطر عطا ہوئی ہے ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں، جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے"

(الفضل ۵ جولائی ۱۹۸۲ء صـ ۲-۳)

خطبہ جمعہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

ان آیات میں عظیم الشان غیر مبدّل اور دائمی اعلان کے ذریعہ توحید کا گہرا راز بیان فرمایا گیا ہے

۲۹ رمضان المبارک کو جمعۃ الوداع کی رات شروع ہو چکی تھی اُس وقت میری بیوی کو اپنے رب کا بلاوا آیا

ان کے متعلق خدا نے بہت پہلے اور پھر وفات سے معاً قبل جو پیغام اور بشارتیں دیں وہ من وعن پوری ہوئیں

ان میں سے ایک الہامی بشارت یہ تھی کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"

بی بی کی طرف سے آپ سب کو سلام، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ہم سب کا بھی نیک انجام کرے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بتاریخ ۳ راپریل ۱۹۹۲ء مطابق ۳ شہادت ۱۳۷۱ ہش بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید، لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الرحمان کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
(سورۃ الرحمان: آیات ۲۷ تا ۲۹)

اور پھر حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کا ایک غیر مبدّل دائمی اعلان

سورۂ رحمان کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں ایک ایسا عظیم الشان دائمی اعلان کیا گیا ہے جو غیر مبدّل ہے۔ توحید کا گہرا راز اس میں بیان فرمایا گیا ہے۔ خدا کے واحد اور اَحد ہونے کے باوجود مخلوقات سے اُس کے تعلقات کا راز اس میں کھولا گیا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ہر وہ چیز جو سطح ارض پر موجود ہے وہ مٹ جائے گی، باقی نہیں رہے گی، وہ ہلاک ہونے والی ہے۔ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تیرے رب کا چہرہ جو جلال اور اکرام والا چہرہ ہے صرف وہی باقی رہے گا۔ لیکن اس آیت کے ترجمہ میں ترجمہ کرنے والوں کو دقّت پیش آتی ہے اور اس لئے مختلف ترجمے پیش کئے جاتے ہیں۔ 'خدا کا چہرہ' سے کیا مراد ہے؟ بعض لوگ اس سے ذات باری تعالیٰ مراد لیتے ہیں اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ خدا کی ذات باقی رہے گی اور ہر دوسری چیز مٹ جائے گی۔ بعض یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہیں جس پر پڑیں اور جس کو خدا کا 'وجہ' نصیب ہو جائے وہ مُستثنیٰ ہے، وہی باقی رہے گا جسے اللہ کی رضا حاصل ہو اور خدا کی رضا باقی رکھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی عارفانہ ترجمہ تفسیر صغیر میں فرمایا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر چیز فانی اور بے معنی اور بے حقیقت ہے۔ اُن کی بقاء کے بھی کوئی معنی نہیں جو بظاہر نظر بھی آئیں۔ البتہ وہی چیز باقی ہے جو رب کی رضا کے ساتھ باقی ہے اور رب کی رضا کے ساتھ زندہ ہے۔

اس کے علاوہ اس میں ایک اور راز یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر بعض چیزیں باقی رہتی ہیں تو وہ فِی ذَاتِہٖ باقی نہیں رہ سکتیں۔ اِلّا نے یہ استثناء کر کے متوجہ فرما دیا کہ ہم خدا کے سوا بھی تو بے انتہاء وجود دیکھتے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی کا ہم سے وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ تو كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ سے کیا صرف یہ مراد ہے کہ ہر چیز اس دنیا سے مٹ کر ایک نئی زندگی میں داخل ہوگی۔ لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ جس کی وابستگی ہوگی اُسے نئی زندگی ملے گی اور اُسے بقا نصیب ہوگی سوائے اس کے جسے خدا کا وجہ نصیب نہ ہو ــــ وجہ سے مراد توجہ بھی ہے، رحمت، شفقت، پیار اور محبّت کا تعلق یہ ساری باتیں پیار کی توجہ میں داخل ہوتی ہیں۔ پس وَجْهُ رَبِّكَ کا مطلب یہ ہوگا کہ سوائے اُن کے جن کو خدا کے پیار کی توجہ نصیب ہو وہ فنا ہونے والے وجود نہیں ہیں، وہ ہمیشہ باقی رکھے جائیں گے۔ پس اِن معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے اوّل اس آیت سے مراد ہیں اور سب سے اوّل یہ آیت آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

کی ذات ہی پر اطلاق پاتی ہے۔

میری بیوی کو رب کی طرف سے بلاوے کا وقت

آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور ۲۹؍ رمضان ہے۔ یہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اس جمعہ کے آغاز ہی میں یعنی جب جمعرات کا سورج ڈھل گیا اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے جمعہ کی رات شروع ہو گئی اور جب انگریزی نقطۂ نگاہ سے بھی رات کے بارہ بجے اور ایک دو منٹ اوپر ہوئے تو اُس وقت میری بیوی کو اپنے رب کا بلاوا آ گیا۔ اس سے پہلے میں ان کا ذکر نہیں کیا کرتا تھا۔ اس کی وجوہات ہیں۔ اوّل یہ کہ مجھے ڈر تھا کہ اگر جذبات پر قابو نہ رہا تو جماعت جو پہلے ہی نڈھال ہے بالکل ذبح کی حالت کو پہنچ جائے گی۔ جماعت سے جو میرا تعلق ہے وہ ایسا ہے کہ میں جماعت کے دل میں رہتا ہوں اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے۔ یہ ایسا تعلق ہے جو خطوں کا محتاج نہیں، پیغاموں کا محتاج نہیں۔ کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ اُسے مجھ سے کتنی محبت ہے۔ مجھے کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ مجھے اُس سے کتنی محبت ہے۔ یہ ایسے جاری وساری زندہ رشتے ہیں جو وَجْہُ رَبِّکَ کے طفیل ہمیں نصیب ہوئے ہیں اور وَجْہُ رَبِّکَ کی یہ علامات ہیں کہ للّٰہی محبتیں اتنی شدّت پکڑ جائیں کہ دوسری دنیاوی محبتیں اُن کے مقابل پر کوئی حیثیت نہ رکھیں۔ تو ایک تو یہ خوف دامنگیر تھا کہ کہیں میرے جذبات کے غلبہ کے نتیجہ میں وہ احمدی جو پہلے ہی بہت شدّت کے ساتھ میرا دُکھ محسوس کر رہے ہیں اُن کی حالتِ غیر نہ ہو جائے۔

دوسرے یہ بات پیشِ نظر تھی کہ ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں میں جانتا ہوں، اطلاعیں مل رہی ہیں اور سب کو علم ہے کہ کیا صورتِ حال ہے۔ تیسری ایک وجہ یہ تھی کہ باوجود اس کے کہ بعض رؤیا ایسی ملتی رہیں جن سے یہ لگتا تھا کہ شاید خدا تعالیٰ کی تقدیر شفاء کی صورت میں ظاہر ہو لیکن بعض اور ایسی علامتیں ساتھ ساتھ جاری رہیں کہ جن کے نتیجہ میں میں یقین کے ساتھ جماعت کے سامنے کوئی نظریہ پیش نہیں کر سکتا تھا۔

نام ہمیشہ زندہ رہنے کی الہامی بشارت

اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر وصال کی خبر ملتی تو تب بھی میں کسی رنگ میں جماعت کو تیار کرتا۔ اگر واضح طور پر شفاء کی خبر ملتی تو تب بھی میں تیار کرتا اور بتا دیتا کہ خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے جس طرح اس سے پہلے بتایا گیا اور بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں وہ نظارہ پورا فرمایا حالانکہ اُس وقت اس کے پورے ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔ مثلاً میں آپ کے سامنے اب اس عرصہ کے کچھ واقعات کھول کر بیان کروں گا اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ کس گومگو اور کشمکش کی حالت میں سے ہم گزرے ہیں لیکن سب سے پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ اُن کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں ۲۱؍ جنوری کو ہوئی اور اس لحاظ سے وہ مجھ سے تقریباً ۸ برس چھوٹی تھیں۔ ہماری شادی ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہوئی۔ تاریخ تو مجھے یاد نہیں لیکن ۱۷ کا خیال آتا ہے کہ غالباً ۱۷؍ دسمبر کو ہوئی۔ ایک لمبا عرصہ ہمارا اس طرح اکٹھے گزرا کہ باوجود بعض اختلافات کے انہوں نے بڑے صبر سے میرے ساتھ گزارا کیا۔ جو روزمرّہ کے رہن سہن کے معیار ہیں اُن کے نتیجہ میں ذہنی اور معاشرتی اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں بچپن میں بہت ہی سادہ حالت میں رکھا اور نہایت غریبانہ حالت میں زندگی بسر ہوئی۔ باوجود اس کے کہ وہ ساری ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں جو امیروں کے بچّوں کو ان معنوں میں نصیب ہوتی ہیں کہ پہاڑوں پر جانا اور شکار وغیرہ دوسرے شوق پورے کرنا تاکہ کسی قسم کے احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہوں لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے بالارادہ ہمیں TOUGH بنانے کی کوشش کی۔ آپؓ سادہ زندگی کی جو تعلیم دوسروں کو دیتے تھے اپنے گھر میں بھی یہی تعلیم عملاً جاری تھی۔ میری بیوی کے ہاں معیارِ زندگی ہمارے ہاں کے معیار سے بہت اونچا تھا۔ جب ہمارے گھر آئیں تو ایک واقفِ زندگی کے ساتھ بیاہی گئیں جس کا روزمرّہ کا گزارا بھی بہت ہی معمولی تھا۔ انہوں نے بہت تکلیف میں وقت کاٹا لیکن بڑے ہی صبر کے ساتھ۔ کبھی مطالبے نہیں کئے۔ ساری زندگی میں مجھ پر یہ بوجھ نہیں ڈالا کہ وہ لاؤ جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ مزاج کے اختلاف کی وجہ سے اور دینی پس منظر کے اختلاف کی وجہ سے رفتہ رفتہ بہت ہی توجہ اور پیار کے ساتھ اور سمجھا بجھا کر ان کی تربیت کرنی پڑی۔ شروع میں ان کو جماعت کی خواتین اور جماعت کی تنظیموں سے کوئی ذاتی تعلق نہیں تھا لیکن رفتہ رفتہ اس تعلق کو قائم کیا۔ اس سے پہلے میں آپ کو شادی کے استخارہ سے متعلق ایک بات بتا دوں۔ قادیان میں ۴۶-۱۹۴۵ء کی بات ہے کہ جب میں نے ان کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی عادت تھی کہ بیٹوں سے بھی پوچھا کرتے تھے اور بیٹیوں سے بھی پوچھا کرتے تھے، اپنی مرضی نہیں ٹھونستے تھے لیکن اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو اُسے سمجھا دیا کرتے تھے کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح ایک بہت ہی اعلیٰ پاکیزہ افہام وتفہیم کے ماحول میں سب کے رشتے طے ہوئے۔ میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ کرنا تھا تو اس سے پہلے استخارہ کیا اور رؤیا کی حالت میں یعنی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ نیند کی حالت میں الہام ہوا اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"۔ اُس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں؟ وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ آئندہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا لیکن اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً کاموں میں ان کو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا ان کو میرے کاموں میں شریک فرما دے گا اور ان کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصّہ لیتی رہیں اور ان کے لئے مجھ سے جس حد تک تعاون ممکن تھا ہمیشہ کیا۔

ان کی قربانی نے قادیان کا تاریخی جلسہ ممکن بنا دیا

خاص طور پر قادیان کے اس سفر کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہے۔ جانے سے دو تین ہفتے پہلے اچانک ان کی حالت بگڑی ہے اور دراصل وہی وقت تھا جب پتّے کا کینسر شروع ہو چکا تھا اور ہمیں تفصیل کا علم نہیں تھا۔ ڈاکٹروں کا بھی اس طرف ذہن نہیں گیا۔ پتھری سمجھتے رہے اور بعض ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ پہلے یہاں آپریشن کروایا جائے پھر قادیان کا سفر اختیار کیا جائے اس سے پہلے سفر خطرناک ہے۔ میرے لئے یہ اس لئے ممکن نہیں تھا کہ اگر میں ان کو چھوڑتا تو ان کے مزاج کا مجھے علم تھا وہ میری موجودگی کے بغیر دوسرے خیال کرنے والے ہاتھوں میں تسلی نہیں پا سکتی تھیں۔ پھر بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایلوپیتھی دوائیاں کام نہیں کرتیں تو مجھے ہومیوپیتھی دینی پڑتی تھی اور خاص طور پر درد کے دوروں میں وہ دوائیں بہت زیادہ مددگار ثابت ہوئیں۔ میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ رکھا کہ میں ٹھہر سکتا ہوں لیکن پھر قادیان کا پروگرام کینسل کرنا پڑے گا۔ ساری دنیا سے احمدی آ رہے ہیں خصوصاً پاکستانی بڑی محبت اور شوق سے آ رہے ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے سے احمدی آ رہے ہیں فیصلہ آپ نے کرنا ہے آپ بتائیں کہ آپ ٹھہریں گی یا جانا چاہیں گی۔ انہوں نے کہا: میں جاؤں گی۔ چنانچہ اُن کی اس قربانی نے قادیان کا تاریخی جلسہ

ممکن بنادیا۔ پس ان معنوں میں وہ ہمارے اُن سب کاموں میں شریک ہوگئیں جو نیکی کے کام ہمیں قادیان میں کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ احسان مجھ پر بہت بھاری ہے۔

بیماری اور علاج کی تفاصیل

قادیان کے دنوں میں جب بیماری شدت اختیار کرتی تھی اور درد سے تڑپتی تھیں تو مجھے کہا کرتی تھیں کہ کوئی دوائی دو اور میں بعض دوائیاں دیتا تھا ایلوپیتھی دوائیاں بھی ساتھ جاری تھیں مگر اُن سے پورا آرام نہیں آتا تھا کیونکہ وہ کینسر کے نقطۂ نگاہ سے نہیں دی جا رہی تھیں۔ اللہ کے فضل سے بعض دفعہ تو چند منٹ کے اندر اندر سکون سے سو جایا کرتی تھیں لیکن یہ بات ان کے دل میں جاگزیں ہوگئی تھی کہ میری بیماری بہت گہری ہے اور ڈاکٹروں کو پتہ نہیں لگ رہا۔ مجھے کہتی تھیں کینسر تو نہیں ہے؟ میں نے پھر جب ایک دفعہ دُعا کی تو ایک عجیب رؤیا دیکھی جس کی وجہ سے مجھے تسلی ہوئی لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ اللہ کی خاص شان تھی، ایک خاص رنگ میں اُس نے تسلّی کا اظہار فرمایا لیکن اس کے باوجود تقدیر بدلنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ تقدیر اپنی جگہ قائم رہی۔ رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ

ان کی والدہ آپا امتہ السلام ایک گھر میں کھڑی ہیں اور گھر کا نقشہ اس طرح ہے جس طرح یہ مسجد لمبائی میں ہے اور یہاں تقریباً ۲ یا ۳ چوتھائی جگہ کے سامنے وہ یوں اس طرف منہ کر کے جدھر سے میں آرہا ہوں کھڑی ہیں اور بائیں ہاتھ ایک نالی سے پار ایک کچن یعنی باورچی خانہ ہے جس میں کوئی کھڑا ہے اور کھانے پکے ہوئے ہیں۔ آپا میرا انتظار کر رہی ہیں پھر مجھے دیکھ کر خوشی سے کہتی ہیں کہ وہ آگیا ہے۔ گھر کی حالت وہ مجھے یہ بتاتی ہیں کہ ساری نالیاں بند ہیں اور کھانا ساتھ تیار ہے لیکن اس طرف نہیں آسکتا اور کوئی نہیں کھا رہا اور کچن میں بالکل ٹھیک اسی طرح کھانا موجود ہے۔ ساتھ یہ کہا کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح نالیاں بند ہوئی تھیں۔ جب یہ آیا تو اس نے کوئی چیز چلائی اور آسمان کی طرف اُڑ کر پھر کوئی چیز گری اور نالیاں کھل گئیں۔ اب پھر ایسا ہی ہوگا کہ نالیاں کھل جائیں گی۔

اس پر صبح اٹھ کر مجھے یہ تعبیر سمجھ آئی کہ پہلے جب دل کی بیماری کا حملہ ہوا ہے تو اس وقت بھی معدہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تھا اور اُلٹ دیتا تھا اور ہمیں وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ ڈاکٹروں نے ہر قسم کی دوائیں دیں لیکن کارگر ثابت نہیں ہوتی تھیں۔ جب ہسپتال میں داخل کرائی گئیں تو پتہ لگا کہ دل کی نالیاں بند ہیں اور نالیاں بند ہونے کی وجہ سے یہ ساری تکلیف تھی۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے وہ نالیاں کھولیں اور بعد میں اینجو پلاسٹی (ANGIOPLASTY) بھی ہوئی لیکن اُس وقت تو وقتی طور پر سنبھال لیا لیکن پھر جب امریکہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نالیاں کھولنی پڑیں گی۔ اُس وقت تو مجھے یہ ذہن میں نہیں تھا لیکن جب یہ خواب آئی تو مجھے پہلی دفعہ سے مراد یہی نظر آئی کہ پہلے بھی نالیاں بند تھیں۔ قادیان میں بھی اور دلّی میں بھی کوئی چیز بھی معدہ میں نہیں ٹھہرتی تھی اور اُلٹی آتی تھی اور بہت تکلیف کی حالت تھی۔ جو بھی کھاتی تھیں وہ اُلٹ جاتا تھا اس لئے بڑی تیزی سے کمزور ہو رہی تھیں۔ اُس وقت خواب کے باوجود یہ اندازہ نہیں تھا کہ نالیاں بند ہونے سے کیا مراد ہے لیکن جب یہاں آکر ڈاکٹر نے آپریشن کیا اور پتّہ کی پتھری تشخیص کرتے ہوئے پتھری نکالنے کے لئے آپریشن کیا تو اُس نے بغیر آپریشن کے پیٹ بند کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھیجی کہ ان کے معدے کی انتڑیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی نالیاں بند ہیں اور اس وجہ سے کھانا اُلٹتا ہے، اندر جا ہی نہیں رہا۔ میں نے اس کے متبادل کے طور پر انتڑی کو کاٹ کر معدہ سے براہِ راست جوڑ دیا ہے اور نالی کھل گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد خدا کے فضل سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر جب کیموتھراپی کا وقت آیا تو ڈاکٹروں نے دیکھا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بہت ہی زیادہ لمبی بیماری اور تکلیفوں سے متاثر ہو چکی ہیں۔ جگر کا بڑا حصّہ کینسر سے کھایا گیا تھا۔ گُردے جواب دے رہے تھے اور خطرہ تھا کہ اگر گردے کی نالیاں بند ہوگئیں تو کسی قسم کی کیموتھراپی (CHEMOTHERAPY) نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں جب انہوں نے بتایا تو میں نے اپنی دوائی بھی شروع کی اور خاص طور پر دُعا پر بہت زور دیا تو جب نتیجہ نکلا تو ڈاکٹر EVANS کے الفاظ یہ تھے کہ DUCTS ARE OPEN نالیاں کھلی ہیں اور بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ یہ نالیاں کس طرح کھل گئیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ بند ہو چکی ہوں گی۔ جب میں نے یہ رؤیا گھر میں بچیوں کو بتائی تو انہوں نے کہا: اس کا کیا مطلب ہے کہ شفاء ہو جائے گی؟ میں نے کہا: اللہ بہتر جانتا ہے مجھے نالیاں کھلنے تک کا پیغام ہے اور یہ بات تو ہو چکی ہے۔ عزیزہ فائزہ نے اپنے طور پر یہی تعبیر کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی فکر کی بات ہے۔ کیونکہ اتنا حصّہ تو پورا ہو گیا ہے، اللہ نے بعد میں کوئی خبر دی ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا مجھے تو اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی۔

خدائی تقدیر کو واضح کرنیوالے رؤیا

اُس وقت عزیزہ فائزہ نے ایک رؤیا بیان کی جو بالکل واضح تھی اور اس وقت سے پھر باوجود اس کے کہ دُعا میں کوئی کمی نہیں کی اور خدا کے فضل سے توکّل قائم رہا ہے لیکن پیغام نظر آگیا تھا کہ کیا ہے۔ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ

عزیزہ نعیمہ کھوکھر جو یہاں لجنہ کی بڑی اچھی کارکن اور بی بی سے خصوصیت سے بہت تعلق رکھنے والی ہیں اور ہمیشہ ہر رنگ میں بہت خدمت کرتی رہی ہیں وہ آئی ہیں اور بی بی فائزہ کو کہتی ہیں کہ آپ نے جلسہ میں نظم پڑھنی ہے اور اس کے لئے میں آپ کو تیاری کراؤں گی۔ فائزہ کہتی ہیں کہ مجھے درّعدن دو میں اس میں سے نظم پڑھوں گی۔ وہ کہتی ہیں نہیں، درّعدن سے نہیں پڑھنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نظم ہے وہ چُنی ہوئی ہے ایک عورت آپ کو پڑھ کر سنائے گی اور وہی پڑھنی ہے دوسری کوئی نہیں پڑھنی۔ حالانکہ ان کی عادت تحکّم کی بالکل نہیں۔ فائزہ حیران ہوتی ہے لیکن جب وہ عورت نظم پڑھتی ہے تو وہ ہے ؎

اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضاء کے سامنے

کہتی ہیں اتنی سُریلی اور اتنی پُراثر آواز ہے کہ وہ دل میں ڈوب گئی اور سارے وجود پر ایک عجیب قسم کی سکینت طاری ہوگئی۔ باوجود اس کے کہ بظاہر ڈراؤنی خواب تھی یعنی پیغام موت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے سکینت طاری فرما دی۔ جب انہوں نے مجھے رؤیا سنائی تو ساری بات بالکل واضح نظر آرہی تھی۔

بہت سے احمدی دوست ایسی رؤیا بھیجتے رہے ہیں جن میں بظاہر خوشخبری تھی لیکن جن کو رؤیا کی پہچان ہو اُن کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ رؤیا میں جو پیغام ملا کرتے ہیں وہ تصویری زبان میں ملتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انداز ہے جو عام نظاروں سے خدا کی بھیجی ہوئی رؤیا کو مختلف کر دیتا ہے۔ چنانچہ بعض کو اکثر اس طرح کی جو رؤیا آتی ہیں کہ ہم نے دیکھا: بی بی بہت بیمار ہیں، بہت خطرناک

حالت ہے اور پھر ایک دم اچھی ہو جاتی ہیں، یہ اگر کوئی پیغام رکھتی ہیں تو خطرناک پیغام ہے۔ کیونکہ اکثر میرا تجربہ ہے کہ جب کسی بہت خطرناک مریض کے متعلق یہ دیکھا جائے کہ وہ ایک دم اچھا ہو گیا تو اس سے مراد صحت نہیں بلکہ وصال ہوا کرتا ہے۔ ایسی رؤیا کثرت سے آتی رہیں اور بعض رؤیا ایسی تھیں رؤیا دیکھنے والوں نے جن کی اور تعبیر کی لیکن اصل تعبیر بالکل مختلف تھی۔ مثلاً ایک بچّی نے مجھے رؤیا بھیجی یا کسی نے اپنی بیٹی کی رؤیا بھیجی کہ اس نے دیکھا کہ

ایک جگہ لجنہ کا اجتماع ہے۔ وہاں ایک غیر احمدی عورت اُٹھ کر
یہ اعلان کرتی ہے کہ اشتہار میں اعلان آیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کی بیوی
فوت ہو رہی ہیں۔ خواب میں وہ اپنی امّی سے کہتی ہے کہ اس
عورت نے اس کے نیچے لکھا ہوا یہ نہیں سنایا کہ

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

کیا اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں

اس رؤیا کی بھی عزیزہ فائزہ نے تعبیر سمجھ لی اور یہ سن کر مجھ سے اشارۃً بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کے وصال کے موقع پر تو آپؑ کے متعلق الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ کا الہام ہوا تھا، جانے والے کے متعلق نہیں تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ان کو پیغام مل گیا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رؤیا یونہی بیکار ہے یا ہم نے تو یہ تعبیر کی تھی اور تعبیر وہ نکلی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ رؤیا کا علم ایک بڑا گہرا علم ہے اور بہت ہی سائنٹیفک علم ہے۔ اس میں گہرے اندرونی روابط پائے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

اور حقیقت یہ ہے کہ الٰہی پیغامات ایک خاص رنگ رکھتے ہیں اور اُن کی اپنی ایک پہچان ہے۔ بعض دفعہ رؤیا میں پیغام الٰہی ہوتا ہے لیکن تعبیر سمجھ نہیں آ رہی ہوتی۔ اس میں بھی حکمتیں ہوتی ہیں۔ مجھے اپنی اُس رؤیا کی جس میں نالیاں کھلنے کی بشارت ہے (آگے کوئی مزید بشارت نہیں تھی) حکمت یہ سمجھ آئی کہ بی بی مجھ سے روزانہ پوچھتی تھیں کہ آپ نے کوئی رؤیا دیکھی اور ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں آپ کی دُعا سے اچھی ہوں گی۔ اس پر میں بالکل بے بس تھا۔ جب خدا کی طرف سے کوئی واضح بشارت ہی نہیں تھی تو میں کیا کہتا۔ اس سے ان کا دل ڈوبتا تھا کہ مجھے کوئی بشارت نہیں ہوئی۔ چنانچہ پھر اس کا علاج مجھے یہ سُوجھا کہ یہی رؤیا بار بار بتایا کرتا تھا کہ آپ نے دیکھا نہیں قادیان میں خدا نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نالیاں کھل گئیں۔ اب دیکھیں نالیاں ہی کھل رہی ہیں۔ دونوں ڈاکٹروں نے یہی بات کی۔ پہلے ڈاکٹر نے بھی دل کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور دوسرے ڈاکٹر نے بھی انتڑیوں وغیرہ کی نالیاں کھلنے کی بات کی، گردوں کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور معدہ ایک قسم کا باورچی خانہ ساتھ لگا ہوا تھا۔ وہاں بہترین کھانا ہوتا تھا لیکن بند ہونے کی وجہ سے دوسری طرف پہنچ نہیں سکتا تھا تو میں نے کہا کہ جب یہ ساری باتیں پوری ہو گئی ہیں تو پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ اس رنگ میں مَیں اُن کو ٹالتا رہا۔

سلامتی اور امن کے ساتھ جنّت میں داخل ہونے کی بشارت

لیکن تقریباً ۱۰، ۱۵ دن کی بات ہے مَیں نے قرآن کریم کھولنے سے پہلے اس خواہش کا شدید اظہار کیا کہ اے خدا! مجھے کچھ تو بتا اور جس آیت پر میری نظر پڑے وہی میرا پیغام ہو تو جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ

اس جنّت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ

اس سے پہلے ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ

کہ متّقی جنّات اور چشموں میں ہوں گے

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ اس میں تم سلام اور امن کے ساتھ داخل ہو تو وہ پیغام بالکل واضح تھا۔ اس سے پھر میرے دل میں ایک بات گڑ گئی اور یہ اس کی بناء پر نہیں بلکہ ویسے ہی مجھے یقین تھا کہ آپ جمعہ کے دن فوت ہوں گی۔ چنانچہ پچھلے جمعہ بہت سخت CRISIS آیا ہے۔ چند دن پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں اور جمعہ کو بڑی تیزی سے حالت بگڑی اور اب پھر جمعرات کو تیزی سے حالت بگڑنی شروع ہوئی ہے تو جب تک جمعہ نہیں آیا اُس وقت تک آپ کی حالت سنبھل چکی تھی اور بڑے سکون کے ساتھ بات کرتی تھیں لیکن اس سکون کی بھی ایک وجہ تھی۔ وہ صرف بیماری سے تعلق رکھنے والی بات نہیں تھی بلکہ ایمانیات سے تعلق رکھنے والی بات تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب احسان

کچھ عرصہ پہلے HOSPITAL کے ڈاکٹروں نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ آپ نے ہمیں جو کہا تھا کہ GROWTH کہا کریں تو آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم اب تک کینسر کا نام نہیں لے رہے (میں نے یہ کہا تھا کہ GROWTH کہا کریں۔ GROWTH بھی تو کینسر کی ایک قسم ہے اور جھوٹ بھی کوئی نہیں ہے لیکن لفظ کینسر نہ بولیں، اس سے ان کا دل بیٹھے گا اور پہلے ہی نصف دل کام کر رہا ہے۔ بیماری بھی اتنی شدید ہے۔ تعاون ڈاکٹروں نے بڑا اچھا کیا۔ عام طور پر اس قسم کی باتوں میں تعاون نہیں کیا کرتے پھر بھی بہت ہی تعاون کیا) لیکن آخر مس ہار پر جو ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اب مزید مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا اب میں کل لازماً بتاؤں گی۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر میں بتاؤں گا اور ان کو میں نے یہ بھی کہا کہ آئندہ وہ اگر آپ سے پوچھیں تو آپ بے شک بتائیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ وہ آپ سے کبھی نہیں پوچھیں گی۔ چنانچہ میں نے ان کو آرام سے آہستہ سے سمجھایا۔ میں نے کہا آپ جو غیروں سے پوچھتی ہیں کہ آپ کو کینسر ہے کہ نہیں، آپ یہ بتائیں کہ کینسر کوئی ایسی بیماری ہے جسے خدا ٹھیک نہیں کر سکتا اور اگر وہ مارنا چاہے تو وہ کینسر ہی کا محتاج ہے۔ نزلے والے بھی مر جاتے ہیں۔ شہد کی مکھی کاٹے تو اُس سے مر جاتے ہیں، چھینک آنے سے مر جاتے ہیں، مرنے والے بغیر بہانے کے بھی مر جاتے ہیں تو اللّٰہ کے بلانے کے ہزار، لاکھ، کروڑ رستے ہیں اور کینسر کوئی نعوذ باللّٰہ خدا تو نہیں ہے۔ اگر آپ کو پورا ایمان ہے اور آپ یقین رکھتی ہیں کہ خدا ہے اور خدا تعالیٰ میں قدرت ہے تو پھر دعا کریں لیکن کینسر کے اوپر اتنا زور نہ دیں کہ گویا یہ بلا ایسی ہے جس کا کوئی علاج ہی نہیں۔ پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں آپ کو لاحق بے چینی کی ایک وجہ ہے۔ آپ دُعا کرتی ہیں تو دُعا کے ساتھ دُعا کے قبول نہ ہونے کا تصوّر ہی نہیں ہے۔ آپ سمجھتی ہیں کہ دُعا ضرور اسی رنگ میں قبول ہو جس طرح آپ کر رہی ہیں یا جس طرح لوگ آپ کے لئے کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ دُعا کے انداز نہیں ہیں۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ دُعا اس طرح کرنی چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کریں۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم ہر طرح راضی ہیں۔ تیری رضا کے مطابق ہمارا دل سو فیصدی راضی رہے گا، مطمئن ہے، کوئی شکوہ

نہیں۔ اب ہماری التجا ہے کہ ایسا کر دے لیکن وعدہ ہے کہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر بھی ہم تیرے ہی ہیں۔ کوئی اور رستہ نہیں ہے۔ پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں میں بھی جاؤں گا۔ ہم میں۔ سے ہر ایک نے جانا ہے۔ یہ تو ایسی چیز ہے جو اٹل ہے۔ بچوں کے نام لئے، گھر جو مہمان ٹھہرے ہوئے تھے اُن کے بارہ میں کہا کہ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ آخری جان کنی کی حالت میں بستر پر ہو گا۔ میں بھی ہوں گا، میرے بچے بھی ہوں گے۔ ان کی اولادیں بھی ہوں گی۔ پہلے کوئی اُس چیز سے بچ گئے تھے جو آپ کو یہ خیال ہے کہ شاید یہ بات ٹل جائے۔ ایک دفعہ انہوں نے یہ کہا کہ مولوی ہنسیں گے۔ میں نے کہا کہ جن کی قسمت میں بدبختی ہو اُن کا میں کیا علاج کر سکتا ہوں۔ تقدیر الٰہی پر اگر کوئی ہنستا ہے تو اس کی بدبختی ہے لیکن میں یہ دُعا نہیں کروں گا کہ مولوی ہنستے ہیں اس لئے خدا یوں کرے۔ میں نے جو آپ کو دُعا کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے اور مجھے تو یہی پسند ہے۔ یہ سنتے سنتے رقّت پیدا ہو گئی۔ آہستہ (کے اشارہ) سے کہا کہ بس کریں۔ بس۔ بس۔ بہت ہو گئی۔ اور یہ کہا میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھ سے گناہ ہوا۔ غلطی ہو گئی۔ اے خدا! مجھے معاف کر دے۔ آئندہ کبھی میں ایسی حرکت نہیں کروں گی۔ کبھی کسی کو ایسے نہیں پوچھوں گی اور اس عہد پر آخری دم تک قائم رہیں۔ یہاں تک کہ مس ہارپر نے کل حیرت سے کسی کو کہا کہ عجیب بات ہے کہ جب تک انہوں نے (میرا کہا کہ انہوں نے) اُن سے کوئی بات نہیں کی (اور مجھے نہیں پتہ کہ کیا بات کی ہے) سخت بے چین تھیں اور بار بار مجھ سے پوچھتی تھیں کہ بتائیں کیا بیماری ہے میں ٹھیک ہو جاؤں گی کہ نہیں لیکن اس کے بعد ایسا اطمینان ہے کہ بے چینی کا کوئی اظہار نہیں اور بے قراری کا بالکل اظہار نہیں، نہ مجھ سے پوچھا نہ بات کی، مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی۔ اللہ کے فضل سے وہ بات سمجھ کر آخری دم تک وفا کے ساتھ اس عہد پر قائم رہیں اور غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ آخر پر یہ حالت تھی کہ بجائے اس کے کہ ہم ان کو تسلی دیتے وہ ہمیں تسلی دیتی تھیں۔ مجھے کہا کہ آپ بس کریں۔ اتنا نہ غم فکر کریں، اتنا غم نہ لگائیں۔ میں نے جواب دیا کہ بی بی میں مجبور ہوں۔ مجھے تو دور کے غم بھی تکلیف دیتے ہیں۔ کوئی کسی کونے میں بیمار ہو میں بے چین ہو جاتا ہوں۔ پاکستان میں احمدیوں کی تکلیف نے میری جان نکالے رکھی ہے۔ کبھی اتنا عذاب میں مبتلا نہیں ہوا جتنا پاکستان سے خبریں آنے پر اور احمدیوں کی تکلیف پر عذاب میں مبتلا ہو تا رہا ہوں۔ تم تو میرے قریب ہو۔ تمہارا دُکھ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے، بالکل پاس ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ میں محسوس نہ کروں۔ ہاں اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے۔ میرا حال مجھ تک ہی ہے، میں کوشش کرتا ہوں کہ غیروں پر نہ کھلے لیکن اگر یہ کہو کہ تکلیف نہ ہو تو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ انہوں نے پھر اشارے سے کہا ٹھیک ہے میں سمجھ گئی ہوں۔ بعض دفعہ مجھے یہی کہا کرتیں کہ اب گھبرائیں نہیں۔ باوجود اس کے کہ کینسر کی اس بیماری میں شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہو کر لوگ مرتے ہیں، لیکن کل یہ اللہ کا عجیب احسان تھا کہ آخری وقت میں بڑی ہی پُر سکون تھیں۔

بچیوں نے صبر و رضا کا عظیم الشان نمونہ دکھایا

میں نے کہا: میں بچیوں کو بلاتا ہوں، بلایا بھی لیکن کہتی تھیں کہ نہیں بلانا، اُن کو گھبراہٹ ہو گی۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں نہیں مانوں گا، اُن کا حق ہے، میں مجبور ہوں، ان کو ضرور بلانا ہے۔ نظر آ رہا تھا کہ اب جا رہی ہیں تو بچیاں آئیں۔ اُن سب کو یہی کہا کہ گھبرانا نہیں میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ آپ نہ گھبرائیں۔ پھر مجھے کہا کہ جائیں۔ آپ روزہ پر جائیں، نماز پر جانا ہے۔ میں نے کہا: میں واپس آ جاتا ہوں لیکن کہا کہ آپ نے واپس نہیں آنا۔ میں نے کہا کہ نہیں، وہ تو میں نے آنا ہی آنا ہے۔ چنانچہ رات بارہ بجے کے قریب جو آخری اطلاع ملی ہے وہ مبشر کی طرف سے یہی تھی (ڈاکٹر مبشر نے بڑی خدمت کی ہے) کہ اطلاع آئی ہے کہ حالت سخت تشویشناک ہے۔ چنانچہ اُسی وقت میں بچیوں کو لے کر گیا تو رستہ میں عزیزم ڈاکٹر مبشر احمد کا ٹرانسمیشن کے ذریعہ یہ پیغام ملا کہ میں نیچے لفٹ کے سامنے انتظار کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ جو بیٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں میں نے انہیں کہا کہ اب تمہیں بات کی سمجھ آ گئی ہے۔ اگر حالت تشویشناک ہوتی تو مبشر بی بی کے بستر کا پہلو چھوڑ کر نہ آتا۔ نیچے جو آ گیا ہے اس لئے اب تم تیار ہو جاؤ اور مجھ سے وعدہ کرو کہ صبر کا نمونہ دکھاؤ گی اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گی جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ میں نے کہا: ہم نے دنیا کو صبر سکھانے ہیں، ہم اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح بے چین ہو جائیں اور واویلا شروع کریں تو ٹھیک نہیں ہے اور عجیب بات ہے کہ ان کی والدہ نے بھی کسی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم واویلا نہ کرنا اور صبر سے کام لینا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے بچیوں نے عظیم الشان نمونہ دکھایا ہے اور پوری وفا کے ساتھ اپنے عہدوں پر قائم رہیں اور قائم ہیں اور اللہ آئندہ بھی انشاء اللہ ان کو قائم رکھے گا۔

دل کو بھانے والی ایک خاص بات

یہ ان کی بیماری کے مختصر حالات تھے۔ ایک خاص بات جو میرے دل کو بہت ہی بھائی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ میں نے کہا بی بی ــــــ میں آپ کے لئے بہت دُعا کر رہا ہوں، آپ کو تصور نہیں ہے کہ کس طرح کر رہا ہوں۔ تو کہتی ہیں صرف میرے لئے نہ کریں۔ ساری دنیا کے بیماروں کے لئے کریں اور بھی تو بیمار ہیں، وہ بھی تو دکھوں میں مبتلا ہیں۔ میں نے کہا: میں پہلے ہی اُن کے لئے دُعا کر رہا ہوں اور کبھی ہوا ہی نہیں کہ تمہارے لئے کروں اور توجہ پھیل کر ساری دنیا میں بیماروں تک نہ پہنچے۔ جس جس ملک میں، مختلف CONTINENTS میں لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں تمہارے دُکھ کا فیض دُعاؤں کی صورت میں سب کو پہنچ رہا ہے۔ اس پر چہرے پر بڑا ہی اطمینان آیا اور کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ اس طرح دُعا کیا کریں۔

فطرت میں ودیعت ہونیوالی ایک خاص خوبی

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابتداء میں آپ کا لجنہ وغیرہ سے کوئی ایسا تعلق نہیں تھا کیونکہ تربیت اور رنگ کی تھی لیکن میرے کاموں میں بہت ہی بوجھ اُٹھایا ہے۔ کیونکہ میرے تعلقات بہت زیادہ وسیع تھے اور ہر وقت مہمانوں کا آنا جانا، گھروں میں میٹنگز ہونی، میرا بے وقت گھر سے باہر نکل جانا، صبح ایک سفر پر روانہ ہوا کہ رات کو آ جاؤں گا لیکن وہاں سے آگے بنگال چلا گیا۔ کئی دفعہ دو دو ہفتے بعد تین تین ہفتے بعد لوٹا لیکن کبھی بھی عدم تعاون کا اظہار نہیں کیا۔ یہ شکوہ نہیں کیا کہ آپ یہ مجھ سے کیا کرتے ہیں، مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور بتاتے بھی کچھ نہیں۔ میں سلسلہ کے کام کیا کرتا تھا تو بہت سی ایسی باتیں تھیں جن کا گھر میں اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا تھا۔ اس پر یہ شکوہ کبھی کیا کرتی تھیں کہ باقیوں کو پتہ ہے آپ مجھ سے ہی صرف راز رکھتے ہیں۔ مجھ سے فلاں نے پوچھا کہ آپ نے فلاں کام کیا، فلاں جگہ گئے، مجھے نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تو جماعتی کاموں کو اور گھر کے معاملات کو الگ الگ رکھتا ہوں اور میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر جو جماعتی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں میں ان کا گھر والوں سے ذکر کروں، اس طرح پھر گھروں کے دخل شروع ہو جاتے ہیں اور پھر تبصرے اور بہت سی باتیں شروع ہو جاتی ہیں، اس طرح میرے کاموں پر

غلط اثر پڑنے کا خطرہ ہے تو اس بات کو پھر ہمیشہ قبول کئے رکھا اور وفات کے دن تک کبھی بھی جماعتی کاموں میں دخل اندازی کی نہ کوشش کی نہ مجھ سے جستجو کی نہ مشورے دیئے۔ اگر مشورے دیتے ہیں تو معمولی مثلاً نمبر ۴۱ [لہ] کو ٹھیک کرنا ہے۔ مہمان آتے ہیں اور وہ بہت گندی حالت میں ہے۔ وہاں جاکر کام بھی کیا لیکن رفتہ رفتہ جماعت کی خواتین سے تعلق بہت بڑھ گیا اور خاص طور پر ہجرت کے بعد بہت وسیع تعلق ہوا ہے۔ آسٹریلیا میں، فجی میں، سنگاپور میں، پھر یورپ کے CONTINENT کے سب ممالک میں، کینیڈا میں، امریکہ میں جہاں جہاں گئیں بہت ہی انکساری کے ساتھ خواتین سے ملتی تھیں اور یہ ایک ایسی خوبی ہے جو فطرتاً ودیعت ہوئی تھی۔ اس میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ کبھی بھی اپنے آپ کو کسی معنوں میں بھی بڑا نہیں سمجھا اور ہر ایک سے برابر محبت سے پیار سے ملتی تھیں۔ خاص طور پر انگلستان کی خواتین سے تو بہت ہی تعلق تھا اور کہا کرتی تھیں کہ ان کے بہت ہی احسانات ہیں، بہت خدمت کی ہے۔ لیکن یہ تکلیف تھی کہ میں اُن سے بیماری کی حالت میں نہیں مل سکتی۔ کیا کروں؟ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ اس حالت میں لوگ آکر مجھے دیکھیں۔ اس لئے میں اچھی ہوں گی تو پھر ملوں گی۔ پیغام دے دو کہ میرے دل میں قدر ہے، میں احسان فراموش نہیں ہوں، میں جو رو کتی ہوں تو وہ میری مجبوری ہے۔ چنانچہ میں نے جس حد تک بھی مجھ سے ہو سکا لجنہ والیوں کو پیغام بھیجے کہ بی بی کے متعلق وہ غلط تصور نہ کریں۔ نعوذ باللّٰہ من ذالک۔ ایسا آپ سے عدمِ تعلق کی وجہ سے نہیں بلکہ تعلق کی وجہ سے ہے۔

وہ خواتین جنہیں غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی

بہت چند تھے جن کے ساتھ اتنی بے تکلّفی تھی یا بیماری کے دوران ہو گئی کہ جن کو آپ اپنے ساتھ برداشت کر لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ انہی کے سپرد خدمت کرو۔ ان میں ایک کیپٹن بشریٰ نرس، غالباً سردار رفیق صاحب کی بیگم ہیں۔ انہوں نے بہت خدمت کی ہے۔ ایک لئیقہ احمد کرائیڈن کی ہیں انہوں نے دن رات خدمت کی۔ ان دونوں کی خدمت کو بہت سراہتی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسی خواتین تھیں جن کو خدمت کا موقعہ ملا۔ امۃ القدوس ایاز جو ڈاکٹری کے چوتھے سال میں پڑھ رہی ہیں اور افتخار ایاز صاحب کی بیٹی ہیں ان سے بہت خوش تھیں۔ ایک تو وہ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ان کے مرض کو سمجھتی تھیں دوسرے ان کا مزاج اتنا دھیما، میٹھا، محبت کرنے والا ہے کہ بہت ہی پیار کے ساتھ ان کو سمجھاتی تھیں چنانچہ ان سے بہت خوش رہتی تھیں اور کئی دفعہ قدوس مجھے بتاتی تھیں کہ آپ پہلے آتے تو حیران ہو جاتے کہ کتنے اچھے موڈ میں مجھ سے باتیں کرتی رہیں اور اپنی پرانی باتیں بتاتی رہیں۔ جو سفر آپ کے ساتھ کئے، یہ وہ سب قصّے سناتی رہیں تو اِن تین خواتین کو تو بہت ہی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ صبیحہ لون صاحبہ ہیں۔ نعیمہ کھوکھر ہیں اور باقی سب کو جہاں جہاں کچھ موقعہ ملا، خدمت تو انہوں نے کی لیکن مجبوری کی وجہ سے اُن کو زیادہ موقعہ دیا نہیں جا سکا۔

باہر سے جو آئے ہیں، ان کو پہلے تو میں بہت روکتا رہا کیونکہ میری طبیعت پر بوجھ پڑتا تھا کہ لوگ آجائیں اور خاص طور پر اس لئے کہ ان کو اپنی ذہانت کی وجہ سے فوراً پتہ لگ جاتا کہ کوئی بات ہو گئی ہے جو لوگ آرہے ہیں مگر بہرحال بہنوں بھائیوں کا حق ہے میں اس کو روک نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ بہت مشکل سے ذہنی طور پر تیار کیا اور کہا کہ میں نے روک تو دیا ہے کہ کیا ضرورت ہے آنے کی؟ وہ بہت اصرار کر رہے ہیں کہ ہمارا دل ملنے کو چاہتا ہے۔ آپ کیوں روکتے ہیں؟ تو کیا پھر میں اجازت دے دوں؟ شروع میں تو کہتی تھیں کہ اجازت نہ دو لیکن میرے بار بار مختلف طریق سے کہنے پر آخر آمادہ ہو گئیں تو عزیزہ شاہدہ نسیم، ان کے بھائی نسیم کی بیوی اور نسیم دونوں آ گئے۔ صبیحہ آ گئیں جو ان کی بڑی بہن ہیں۔ فوزیہ بھی چند دن ہوئے پہنچ گئیں۔ میری بہنوں نے بہت زور دیا مگر میں نے کہا کہ نہیں، مناسب نہیں ہے۔ آپ لوگ ٹھہریں۔ اپنی بہنوں کی تو اور بات ہے میری بہنیں بھی پہنچنی شروع ہو گئیں تو ان کو خطرہ ہو گا کہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہو گیا ہے لیکن امۃ الجمیل اور باجی امۃ القیوم جو بڑی باجی ہیں اور بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیگم ہیں یہ یہاں پہنچ گئی تھیں۔ کل ہی پہنچیں اور ملاقات ہو گئی۔ دیکھ لیا۔ یہ ان کا عرصۂ حیات اور بیماری کا دور تھا۔

آخری وقت کے متعلق کامل رضا بالقضا

بعض دفعہ تسلی کے لئے میں جو باتیں ڈھونڈتا ان میں ایک یہ بات بھی تھی جس کو بڑے ہی جذبۂ تشکّر کے ساتھ سنا کرتی تھیں۔ میں نے کہا کہ دیکھو! آج دنیا میں ایک مریض ہے جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہیں کہ خدا کی قسم ساری دنیا میں کوئی مریض ایسا نہیں جس کے لئے اتنی دُعائیں ہو رہی ہوں۔ مشرق سے مغرب تک دنیا بے چین ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے خط ملتے ہیں تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ کتنے تڑپانے والے خط ہیں۔ آدمی حیران ہو جاتے ہیں۔ کالے، گورے، ہر رنگ کے لوگ دور دراز ملکوں میں اس قدر بے قرار ہیں تو خدا نے تمہیں یہ سعادت نصیب کی ہے۔ کہاں سے کہاں تمہیں پہنچا دیا۔ شکر کرو۔ مجھے کہا کہ آپ لاکھ لاکھ شکر کریں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں تو لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں تو آخری دور میں دُعاؤں کی طرف، نیک باتوں کی طرف، ذکر الٰہی کی طرف بہت ہی توجہ رہی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آخری دنوں میں پوری طرح بغیر کسی تردّد کے بغیر کسی استثناء کے کامل طور پر راضی برضا ہو چکی تھیں اور اپنے آخری وقت کا اندازہ ہو چکا تھا۔

رات جس وقت دم توڑا ہے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ باتیں کر رہی تھیں اور یہی اللہ سے میری بہت زیادہ دُعا تھی کہ اے خدا! آرام سے اُٹھانا۔ بشریٰ نرس جو ساتھ تھیں انہوں نے کہا کہ باتیں کر رہی تھیں۔ کوئی تکلیف نہیں تھی۔ بڑے سکون میں تھیں۔ ایک بات کے بعد دوسری بات نہیں آئی۔ میں نے دیکھا تو گھبرا کر میں باہر گئی۔ ڈاکٹر نے آکر دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ تو دم توڑ چکی ہیں۔ اس طرح خدا نے اس دُعا کو قبول فرما لیا اور بڑے سکون کے ساتھ رخصت ہوئیں۔ ان کی نماز جنازہ انشاءاللہ کل اسلام آباد میں ظہر کی نماز کے بعد ہو گی لیکن اس نماز جنازہ کے ساتھ میں ایک نمازِ جنازۂ غائب کو بھی شامل کرنا چاہتا ہوں اور وہ ایک ایسی خاتون کی نمازِ جنازہ ہے جن کے متعلق ایک خاص بات محرّک بنی ہے۔

ایک فدائی اور صابرہ واقفِ زندگی خاتون کا ذکرِ خیر

ہمارے چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ جو انڈونیشیا میں مستقل طور پر مبلغ فائز ہوئے ہیں ان کی بیگم فاطمہ بیگم صاحبہ کو بھی بی بی والا ہی کینسر تھا یعنی پتّے کا کینسر جو کینسر میں سب سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات پیشِ نظر رکھیں لیکن اب جو اصل محرک بنا وہ ایک اور بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت بھائی جان رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیگم طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے مجھے ایک خواب لکھی اور لکھا کہ میں اس کی وجہ سے بڑی سخت پریشان ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

[لہ] انگلستان میں مسجد فضل کے قریب جماعت کا گیسٹ ہاؤس مراد ہے۔

دنیا میں کہیں مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ کہتی ہیں میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ وہ آتے ہیں اور میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور ایک معمولی سی عام سی لڑکی ہے اُس کے ساتھ شادی کر کے اُس کو ساتھ لے جاتے ہیں اور اُس کے باپ کا نام دوست محمد ہے۔ جب میں نے یہ رؤیا پڑھی تو اسی وقت میں نے آفاقی نظر ڈال کر دیکھا کہ خدا کے نزدیک کون ایسا ہے کہ جس کا اتنا مرتبہ ہو کہ عالم بالا میں ایک سابق خلیفہ اُس کے استقبال کے لئے تیاری کرے اور ویسے دیکھنے میں وہ معمولی سی انسان ہو۔ میں نے ان کو تعبیر تو اسی وقت لکھ دی لیکن جب میں نے نظر ڈالی تو مجھے یہی فاطمہ بیگم نظر آئیں۔ میں نے لکھا کہ فاطمہ بیگم کے وصال کی خبر ہے۔ آپ کے لئے پریشانی کی کوئی خبر نہیں۔ ان کو ملیں اور میری طرف سے عیادت کریں اور سلام پہنچائیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور مجھ سے تعجب کا اظہار بھی کیا کہ آپ نے یہ کیسی تعبیر کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ ایک بہت ہی فدائی اور غیر معمولی صابرہ واقفِ زندگی عورت تھیں۔ خاوند نے وقف کیا۔ شادی کے ۴۱ سال کے عرصہ میں سے صرف ۱۱ سال اکٹھے رہنا نصیب ہوا اور ۳۰ سال جدا رہے اور نہایت غربت کی حالت میں زندگی بسر کی۔ شادی کے ۴۱ سال کی ساری عمر کوارٹروں میں بسر ہوئی۔ ان کی چار بچیاں ہیں۔ ان کو پڑھایا، بڑھایا، ان کی دیکھ بھال کی، ان کی شادیاں بھی خود کیں۔ خاوند تو الگ دنیا میں بسنے والے انسان تھے۔ ان کا اپنی بیوی اور بچیوں کے سُود وزیاں سے گویا کوئی بھی تعلق نہیں تھا۔ انہوں نے خود کلیۃً ذمہ داری قبول کی۔ میری ان سے پہلے وقفِ جدید میں واقفیت ہوئی جب میں وہاں ہومیو پیتھک علاج کیا کرتا تھا تو کوارٹر کے اکثر مریض وہاں آتے تھے۔ فاطمہ بیگم بھی اپنی ایک بچی کو لے کر آئیں جن کو الرجی کی بڑی تکلیف تھی۔ غالباً طیّبہ حبیبہ تھیں یا امۃ الحمید یا بشریٰ یا ثمینہ، مجھے اب یاد نہیں۔ ثمینہ تو نہیں تھیں وہ بہت چھوٹی ہیں۔ طیّبہ اور امۃ الحمید میں سے کوئی تھیں۔ غالباً طیّبہ تھیں۔ وہ بی ایس سی میں یا ایم ایس سی میں پڑھ رہی تھیں۔ سائنس کی سٹوڈنٹ تھیں۔ میں نے بہت علاج کیا مگر میرے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا لیکن مسلسل آتی تھیں اور کہتی تھیں کہ آپ پر مجھے اعتماد ہے، آپ جو بھی علاج کریں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے پھر کسی اور ذریعہ سے شفاء بخش دی۔ اس وقت میں نے ان کو قریب سے دیکھا ہے اور اتنی ہی واقفیت ہے۔ بڑی صابرہ شاکرہ۔ کسی قسم کا کوئی تصنّع نہیں۔ کوئی ریاء نہیں۔ بہت سادہ زندگی، سلسلہ کی فدائی۔ دس سال تک صدر لجنہ بھی رہیں۔ قرآن کریم پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ خود بھی بڑے شوق سے سیکھا۔

دوست محمد کے متعلق مجھے خیال آیا کہ ان کے والد ضرور کوئی صحابی ہوں گے یا کوئی بزرگ ہوں گے ورنہ ان کا نام دوست محمد نہ بتایا جاتا۔ جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ان کے والد چوہدری محمد عبد اللہ صاحب قلعہ صوبا سنگھ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے انہوں نے ۱۴ سال کی عمر میں ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ وہ صحابی تھے اور بہت ہی فدائی اور عاشق انسان تھے۔ زندگی کا اکثر حصہ وہی جماعت کے امیر رہے اور گھٹیالیاں کالج بنانے میں بھی انہوں نے بڑی محنت کی۔ یہ اُس دور کے لوگ ہیں جس میں پٹواریوں میں ولی پیدا ہونا بہت شاذ کی بات ہوا کرتی تھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ پٹوار خانوں سے اولیاء پیدا کر دیئے۔ اُن کی بھی چار بیٹیاں تھیں اور فاطمہ کی بھی چار بیٹیاں اور میری بھی چار بیٹیاں تو جب میں نے غور کیا تو یہ سارا تعلق قریب آگیا اور بیماری بھی وہی تھی۔ ان کے کوائف وغیرہ پہلے مل چکے تھے مگر چونکہ مجھے بعض رؤیا وغیرہ کی وجہ سے اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ٥ (سورۃ الحجر: ۴۷)

کی خوشخبری سے دل میں یقین تھا کہ اب دن قریب ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان کا جنازہ بھی بی بی کے جنازے کے ساتھ ہی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر اور ایک جنازہ غائب اور ساتھ واقفین کو یہ تلقین کرنے کا بہانہ بھی ہاتھ آجائے گا کہ اس کو وقف کہتے ہیں۔ خاوند نے وقف کیا اور کامل وفا کے ساتھ بیوی نے اپنی زندگی کی ساری جوانی دین کے حضور پیش کر دی اور سارے دُکھ خود اٹھائے اور خاوند کو بے فکر کر کے دین میں چھوڑ دیا۔

کامل وفا کے ساتھ قربانی کرنیوالی خواتین کا ایک حق

اس کے برعکس آج کے زمانہ میں ایسے واقفین ہیں کہ جب وہ باہر آتے ہیں اور جماعت کے صدقے اُن کو مقامی نیشنلٹی نظر آنے لگتی ہے تو آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور اس میں بڑی حد تک بیویاں ذمّہ دار ہوتی ہیں۔ اپنے خاوندوں کو کہتی ہیں کہ اب کیا ضرورت ہے۔ بس ٹھیک ہے۔ اپنی نیشنلٹی لو، وظیفے لو، اپنے بچّوں کو یہاں تعلیم دلاؤ۔ جماعت میں کیا رکھا ہے۔ اگر نہیں بھی کہتیں تو عملاً یہی ہے۔ مجھے تحریک جدید کی طرف سے بعض لوگوں نے یہ متنبہ کیا کہ آپ اس معاملہ میں بہت زیادہ سہولت دے رہے ہیں، بہت زیادہ نرمی کر رہے ہیں، واقفین کو اُن کی بیگمات کے ساتھ جانے کی اجازت ہے اور پھر لمبا عرصہ وہاں ٹھہرے رہتے ہیں تو اس سے خطرہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں گے۔ میں نے ہمیشہ ان کو جواب دیا کہ جو خدا کے ہیں وہ خدا کے پاس رہیں گے اور جو نہیں ہیں وہ بھاگ جائیں گے۔ مجھے ان کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو خدا کا ہے وہ نہیں بھاگ سکتا۔ اس کا آخری سانس خدا کے قدموں میں ہوتا ہے اور وفا کے ساتھ وہ خدمتِ دین پر قائم رہتا ہے۔ یہ وقف ہوا کرتا ہے۔ تو کئی لوگ ایسے آئے، چلے گئے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم چالاکیاں کر گئے ہیں مگر

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ ٥ (سورۃ البقرہ: ۱۰)

وہ اپنے نفسوں کے خلاف چالاکیاں کر رہے ہیں۔ دھوکہ دے رہے ہیں تو اپنے وجودوں کو، اپنی اولاد کو۔ اور ان کی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ ان کا کچھ بھی نہیں رہا۔ نہ دین رہا نہ دنیا رہی تو یہ گھاٹا کھانے والے لوگ ہیں۔ وفادار اور کامل وفادار یہی ہے جس کا وقف قبول ہوتا ہے اور اس ضمن میں بیویاں ایک غیر معمولی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جن کے متعلق تاریخ خاموش رہ جاتی ہے۔ تو آپ لوگ متعجب نہ ہوں کہ میں نے آج کیوں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیت کی تاریخ میں کچھ باب ہیں جو سیاہی سے کتابوں پر لکھے جا رہے ہیں۔ کچھ اُن کے پس منظر میں روشنائی سے لکھے جانے والے ایسے ابواب بھی ہیں جن کو ظاہری آنکھ نہیں دیکھ رہی۔ کتنی قربانی کرنے والی عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے بغیر اپنی جوانیاں ڈھال دیں اور زندگی کے آرام تج دیئے اور بڑے صبر کے ساتھ اپنے دکھوں کو اپنی حد تک اپنی چھاتیوں میں محفوظ کئے ہوئے وہ وفا کے ساتھ سلسلہ کی خدمت پر قائم رہیں، عہد بیعت پر قائم رہیں، عہد وقف پر نہ صرف قائم رہیں بلکہ خاوندوں کو قائم رکھا اور جب اُن میں کمزوری آئی تو اُٹھ کھڑی ہوئیں اور کہا: خبردار! یہ وہ رستہ ہے جس سے واپسی کا کوئی سوال نہیں۔ تو ان کا بھی تو تاریخ میں ذکر آنا چاہیئے۔ میں نے سوچا کہ اب وقت ہے۔ صرف میری بیوی کا حق نہیں۔ اور واقفین زندگی ہیں جن کی بیویاں ہیں جنہوں نے

باقی صفحہ نمبر ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ برطانیہ کی

قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جملہ افراد نے یہ خبر انتہائی کرب اور دکھ بھرے دل کے ساتھ سنی کہ ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترمہ حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ ۲ اور ۳ اپریل کی درمیانی شب بارہ بجنے کے چند منٹ بعد جمعہ کے روز ۵۶ سال کی عمر میں لندن کے ہسپتال میں مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ مکرم و محترم مرزا رشید احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹی اور اس لحاظ سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیّدہ امۃ السلام صاحبہ حضرت صاحبزادہ قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی کی بیٹی تھیں۔ دسمبر ۱۹۵۷ء میں آپ کی شادی سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی کے صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۲ء میں منصب خلافت پر متمکن فرمایا۔ اس طرح حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے ۳۵ سال کا عرصہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زوجیت اور رفاقت میں گزارا۔ زندگی کے آخری دس سال خلیفہ وقت کی اہلیہ کے طور پر آپ نے جس طرح والہانہ خدمت میں دن رات بسر کیے وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ آپ نے حضور ایدہ اللہ کے ساتھ قدم بقدم خدمت سلسلہ میں بھرپور حصّہ لیا اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے طبقہ نسواں سے مشفقانہ رابطہ اور تربیت کا فریضہ جس محبت اور لگن سے ادا فرمایا وہ آپ کی محبت بھری یاد کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا ذریعہ رہے گا۔ آپ کا وصال ایک عظیم جماعتی صدمہ ہے جس کی وجہ سے جماعت کا ایک ایک فرد مغموم اور محزون ہے لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

ہماری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی جملہ خدمات دینیہ کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ان کی بہترین جزا عطا فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں مقام خاص عطا کرے اور اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات قرب سے نوازے۔ آمین۔

اس جانکاہ صدمہ کے موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں صمیم قلب سے اٹھنے والے جذبات تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کے ساتھ ہو اور اس مشکل مرحلہ پر معین و مددگار ہو اور اپنے خاص کرم سے حضور انور کے رنجور دل کو تسکین اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم سب حضور انور کی چار بیٹیوں، دونوں دامادوں، حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنوں اور دونوں بھائیوں، حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ، حضرت سیّدہ ام امۃ المتین صاحبہ۔ حضور انور کی تینوں ہمشیرگان نیز خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جملہ افراد سے بھی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے سب کے لئے دُعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے خاص فضل سے صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

اس عظیم جماعتی صدمہ کے موقع پر ہم اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کے سب افراد سے بھی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ یہ غم ہم سب کا مشترک غم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

ممبران جماعت ہائے احمدیہ ــــــــــــ برطانیہ

حضرت سیدہ آصفہ بیگم کی وفات پر

جماعت احمدیہ جرمنی کی قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ جرمنی کے جملہ ممبران اپنے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی المناک وفات پر گہرے غم والم اور دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ ۲، اور ۳ اپریل کی درمیانی شب لندن کے ایک ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت تابندہ و درخشندہ گوہر تھیں۔ حضرت مرزا رشید احمد صاحب مرحوم اور حضرت سیدہ امۃ السلام صاحبہ مرحومہ کی صاحبزادی ہونے کی حیثیت میں آپ کو متعدد خصوصی امتیازات حاصل تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور پڑنواسی، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی پوتی، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی، سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ مرحومہ کی بہو تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص کے ماتحت ابتداء ہی سے آپ کو گوناگوں اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ سے متصف فرمایا تھا تاکہ آپ آگے چل کر عالمی وسعت کی حامل اُن گراں بہا ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا فرما سکیں جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم کی حیثیت سے آپ کے کندھوں پر پڑنے والی تھیں۔ آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے عالمگیر تبلیغی و تربیتی دوروں میں اپنے حسن اخلاق سے اقوام عالم کی احمدی خواتین کے دلوں میں گھر کر کے اپنے دل موہ لینے والے حسین عملی نمونہ کے ذریعہ جس جاں سوزی سے ان کی تربیت کا فریضہ انجام دیا وہ اپنی مثال آپ اور ہر لحاظ سے ناقابل فراموش ہے اسی لئے حضور ایدہ اللہ کے عہد مبارک میں غلبہ اسلام کی عالمگیر آسمانی مہم کے جو عظیم الشان نتائج رونما ہوئے اور مسلسل ہو رہے ہیں ان میں حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی خدمات جلیلہ اور عظیم قربانیوں کا کچھ کم دخل نہیں ہے۔ اس لحاظ سے حضرت سیدہ کی خدمات جلیلہ کی یاد ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گی اور جیسے جیسے حضور ایدہ اللہ کے عہد مبارک میں آپ کی جاری کردہ وسیع تر عالمگیر تبلیغی مہم کے نمایاں تر عملی نتائج منظر عام پر آتے جائیں گے حضرت بیگم صاحبہ مرحومہ کی خدمات جلیلہ کی یاد نئی تابندگیوں سے ہمکنار ہوتی چلی جائے گی اور اس کے زیر اثر جماعت احمدیہ کی موجودہ ہی نہیں آئندہ نسلیں بھی آپ کی زیر احسان رہیں گی۔

اس عظیم صدمہ کے موقعہ پر جو کہ ہم سب کا مشترک صدمہ بھی ہے ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں نیز حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ، حضور انور کی چاروں صاحبزادیوں، حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنوں اور دونوں بھائیوں و دیگر افراد خاندان کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔ نیز حضور انور، آپ کی صاحبزادیوں، حضرت سیدہ مرحومہ کے برادران اور ہمشیرگان اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دیگر افراد کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور دین و دنیا میں ان کا اور ہم سب کا سدا حافظ و ناصر رہے۔ (آمین۔ اللھم آمین)

ممبران جماعت ہائے احمدیہ ——— جرمنی

جذباتِ غم

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ) کی رحلت پر

تر اشکِ الم سے چشمِ خامہ
لکھتا ہوں میں تعزیت کا نامہ
ہے گریہ کناں ہوائے ہستی
ماتم سے سیہ ردائے ہستی
یوں مات حیات کی ہے بازی
بھولی ہے تجھے سخن طرازی
دیکھی ہے جو آنکھ آج نم ہے
ہر دل پہ اجل کا بارِ غم ہے
ہیں اُترے ہوئے اُداس چہرے
یہ صُورتِ حزن و یاس چہرے
سب غم سے نڈھال ہو رہے ہیں
اک حرفِ سوال ہو رہے ہیں
گزری ہے اِدھر شبِ بلا کیوں
پردیس میں آ گئی قضا کیوں
وہ سیّدہ آصفہ کی رحلت
جیسے کہ گزر گئی قیامت
آقا مرے طاہر ابنِ مریم
دیکھا کہ ہیں غم سے پیکرِ غم
صدمہ ہے عظیم اُن پہ طاری
آنسو بھی ہیں چشمِ نم سے جاری
جھونکے نے دیا بجھا دیا ہے
اک شعلۂ غم جلا دیا ہے

○

اے صبر! مجھے حوصلہ عطا کر
کشتی مری پار ناخدا کر
دریائے الم عبور کر لوں
شُکرِ دلِ ناصبور کر لوں

لایا ہے جو ساحلِ جنوں پر
تڑپا مری حالتِ زبوں پر
جو سانحہ مرگ کا ہؤا ہے
دل اپنا دونیم کر گیا ہے
اے قلب! حضورِ یار لے چل
مجھ کو نہیں اب قرار لے چل
بھیگی مری آنسوؤں سے راتیں
کر لوں میں دو چار دل کی باتیں
کیا میری بساط ہے کہ بولوں
اسرارِ حیات اُن پہ کھولوں
ہے جن پہ عیاں بلندی پستی
آئینہ ہر ایک رازِ ہستی
سُن لیں مری آرزو یہی ہے
لفظوں میں پرو کے بات کی ہے

○

اِس عصرِ زوال میں ہے مہکا
گلزار نیا مہدئ زماںؑ کا
دنیا میں ہے ذکر اُس کا ہر سُو
پھیلی ہے بہار سمت خوشبو
ہے مہدئؑ عصر کا گھرانہ
موعود و معزز و یگانہ
اس گھر کا ہر ایک مرد و زن ہے
جیسے گل و لالہ و سمن ہے
اک سے وہ ہزار ہو گئے ہیں
گُل ہائے بہار ہو گئے ہیں
سب سرو و نہالِ مہدوی ہیں
انوارِ جمالِ مہدوی ہیں

تھیں آصفہ پھول اُس چمن کا
عُقدہ نہ کھلا مگر وطن کا

پردیس میں آ کے جان دی ہے
صورت یہ کسی نشان کی ہے

خوش بخت و نوشتۂ کرم تھیں
ملّت کے امام کی حرم تھیں

طاہر کہ امامِ دینِ مہدیؑ
وہ نائب و جانشینِ مہدیؑ

فرزندِ خلیفہ، خود خلیفہ
صد عاشقِ ملّت حنیفہ

ساتھ اُن کا نبھا گئیں وفا سے
خدمت کا صلہ ملے خدا سے

سمجھا نہ کبھی کسی کو کمتر
دُکھ بانٹنا دوسروں کے اکثر

ہر سمت چھڑا ہے یہ فسانہ
اُن کو تو ابھی نہیں تھا جانا

دنیا میں نہ آیا کوئی چل کر
جاتے کا بھی دن نہیں مقرر

دنیا ہے فقط سرائے فانی
دو چار دنوں کی ہے کہانی

دن کو جہاں شادی و خوشی ہے
شب کو وہاں منتظر غمی ہے

منظر یہاں دھوپ چھاؤں کا ہے
خاکہ یہی سر سے پاؤں کا ہے

ماتم ہے کبھی، کبھی ہے شادی
کرتی ہے اجل یہاں مُنادی

یہ وہم نہ ہو کہیں کسی کو
جینا تو سدا نہیں کسی کو

دنیا میں نبی ہوں یا ولی ہوں
نام اُن کے خفی ہوں یا جلی ہوں

میّت ہے اُٹھی یہاں سبھی کی
محفل تو ہے یہ چلا چلی کی

سب شاہ و گدا گزر گئے ہیں
مانند ہوا گزر گئے ہیں

جانا ہے ہر ایک کو جہاں سے
آخر میں کسی، کسی کو پہلے

تقدیر میں ہے بچھڑنا لکھا
بس کر ہے یہاں اُجڑنا لکھا

مرنا یہ اگرچہ عارضی ہے
غم اس کا مگر شکستگی ہے

کر دیتا ہے دل کو پارہ پارہ
بجز صبر کے کچھ نہیں ہے چارہ

غم کی ہے صلیب سب کی اپنی
ہے لوحِ نصیب سب کی اپنی

پر مل کے صلیبِ غم اُٹھانا
مشکل میں کسی کے کام آنا

یہ رسمِ پیمبری ہے گویا
ہر صاحبِ دل ہے اس کا جویا

گزرے جو رضا خدا کی لے کر
لازم ہے دُعا سلام اُس پر

○

وہ سیّدہ آصفہ یگانہ
تھیں فخرِ چمن، بہارِ خانہ

مدفن پہ رہے کرم کا سایہ
جنّت میں ملے بلند پایہ

حاصل ہو اُنہیں جوارِ رحمت
حق سے ہو عطا مقامِ رفعت

فردوس میں گھر ہو، یہ دُعا ہے
غم جن کا نصیبِ اقربا ہے

اُن سب کو خدا قرار بخشے
گُل ہیں وہ اُنہیں بہار بخشے

ہر سروِ بہار ہو چراغاں
روشن رہے مہدوی گلستاں

قمر اجنالوی

مقالہ خصوصی
م - ا - د

”ہلالِ عید ہماری ہنسی کیوں نہ اُڑائے“

روزنامہ ”نوائے وقت“ میں سعید بدر کی فکر انگیز تحریر

روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور کے ایک مضمون نگار سعید بدر کے بقول امسال بھی رمضان المبارک کے تیس روزے پورے ہونے پر عید آئی لیکن گزری اس حال میں کہ ہلال عید امسال بھی ہم مسلمان کہلانے والوں کی ہنسی اڑاتا رہا۔ اس لئے کہ امسال بھی مسلمان کہلانے والوں نے رمضان کے روزوں کا مقصد پورا کئے اور استحقاق حاصل کئے بغیر عید منائی اور منائی بھی بڑی حد تک غیر اسلامی انداز میں۔

رمضان کی مخصوص عبادات اس لئے مقرر کی گئی ہیں کہ مسلمانوں میں تقویٰ پیدا ہو اور وہ صحیح معنوں میں متقی بن کر دنیا میں نیکوکاری اور پاکبازی کا نمونہ پیش کریں اور اس طرح اسلامی تعلیمات کی انقلاب انگیز تاثیرات سے دوسروں کو بھی روشناس کرائیں لیکن افسوس یہ عظیم مقصد پورا ہونے کی امسال بھی نوبت نہ آئی۔ رمضان ایسے مقدس و بابرکت مہینے میں مسلمان کہلانے والوں کی بڑی تعداد ہر قسم کے ممنوعہ افعال یعنی لوٹ مار، قتل و غارت گری، اغوا برائے تاوان، آبروریزی، منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی اور تخریب کاری ایسے مکروہ افعال میں مشغول رہ کر اس ماہ مبارک کے تقدس کو پامال کرتی رہی اور پھر عید کے روز بھی اِن افعال کے علاوہ لہو و لعب کا بھی خوب بازار گرم ہوا۔

اس افسوسناک صورت حال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جناب سعید بدر اپنے مذکورہ مضمون میں رقم طراز ہیں:۔

”عبادات کا مقصد انسان کی تطہیر اور قلب کی پاکیزگی ہے۔ اگر ہماری زبان اور ہاتھ کے شر سے کوئی مسلمان محفوظ نہیں، اگر ہمارے ہاتھ میں پکڑی ترازو کم تولتی ہے، اگر ہم زیادہ کمائی کے لالچ میں اشیائے صرف کا ذخیرہ کر لیتے ہیں اور اگر ہم سولہ روپے کلو والی کھجوریں ماہ رمضان میں ساٹھ روپے کے حساب سے فروخت کرتے ہیں بلکہ اشیائے خوردونوش کی جملہ اشیاء مہنگی بیچتے ہیں تو پھر نہ اس نماز کا فائدہ ہے جس کا مقصد ہی برائیوں اور فحاشی سے روکنا ہے اور نہ اس روزے ہی کا کوئی فائدہ ہے جس کا مقصد دوسرے مسلمانوں کی امداد و اعانت ہے۔“

(مضمون بعنوان ”عید پر حضور اکرمؐ کے ارشادات و معمولات“ نوائے وقت لاہور ۴ اپریل ۱۹۹۲ء، عیدالفطر ایڈیشن)

ان خلافِ اسلام مکروہ افعال کا جو انجام ہو سکتا تھا وہ ہوا اور ہو کر رہا اور وہ انجام دن بدن بھیانک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ حالات جو رخ اختیار کر رہے ہیں ان کے سامنے مسلمان بالکل بے بس ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی یہ بے بسی انتہائی عبرت انگیز ہے، چنانچہ مسلمانوں کی غفلت شعاری اور بے بسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ مزید رقم طراز ہیں:۔

”آج اپنے گردو پیش نظر ڈالئے۔ کشمیر، فلسطین، آذربائیجان، عراق، فلپائن، اری ٹریا اور برما و بھارت میں مسلمان گاجر مولی کی طرح کاٹے جا رہے ہیں، مسلمان خواتین کی عزت و عصمت سرعام لوٹی جا رہی ہے اور ان کے مال و منال تباہ کئے جا رہے ہیں لیکن ہم عید پر اسی لہو و لعب میں مشغول ہیں جس سے رسول اکرمؐ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ہم بسنت مناتے ہیں، کلاشنکوفوں سے مسلمانوں ہی کے گلے کاٹتے ہیں اور انہیں لوٹنے کے لئے اغوا کرتے ہیں اور طرّہ یہ ہے کہ ہم پھر بھی ”مسلمان“ کہلاتے ہیں۔ عراق میں لاکھوں مسلمان امریکہ اور اس کے ساتھیوں نے شہید کر دیئے، پھر لاکھوں ہی صدام کی فوج نے مار ڈالے اور اب لاکھوں کی تعداد میں ڈر کر اپنے گھروں سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے بھوک، پیاس اور موسم کی شدّت سے مر رہے ہیں۔ کیا یہی اسلام ہے؟

ہمارے پڑوس میں کشمیری مسلمان گذشتہ دو تین سال سے شدید تباہ حالی میں مبتلا ہیں۔ ان کے سامنے ان کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عصمت لوٹی جا رہی ہے، ان کی جائیدادیں تباہ کی جا رہی ہیں، ان کے گھروندے جلائے جا رہے ہیں اور ہم خاموش ہیں۔ چند جلسے کروائے اور جلوس نکال لئے اور بس۔ کیا یہی وہ مسلمانی ہے جس کا ہم سے خدا اور رسولؐ نے تقاضا کیا تھا؟

پورے بھارت میں مسلمانوں کی مسجدیں مسمار کی جا رہی ہیں۔ اڑیسہ میں، بہار و آسام میں، گجرات و یوپی میں اسلام کے نام لیوا ہر سال مارے جا رہے ہیں۔ ان کے گھربار لوٹے اور جلائے جاتے ہیں لیکن ہم مہر بلب ہیں۔ کیا یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا؟ آجکل برما کے مسلمانوں

پر قیامت ٹوٹ رہی ہے۔ دو لاکھ بے خانماں ہو کر بنگلہ دیش آکر کسمپرسی کی حالت میں ہیں لیکن ہم خاموش ہو کر تماشا دیکھ رہے ہیں۔"

(ایضاً عید الفطر ایڈیشن مشتمل بر رنگین صفحات)

طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر ایسا برُا وقت آنے اور حالات کی انتہائی سنگینی کے آگے ان کے یکسر بے دست و پا اور بے بس ہو جانے کی وجہ کیا ہے۔ وہ شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبالؔ کے حوالہ سے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنے مذکورہ مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"ترجمانِ حقیقت علامہ اقبال نے کہا تھا ـــــ (ترجمہ) یعنی ہمارا کعبہ اب بتوں سے آباد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اہلِ باطل ہمارا تمسخر اڑاتے ہیں۔ جب شیخ الاسلام بتوں کے عشق میں اسلام کو فروخت کر رہا ہے اور اپنی تسبیح کے دانے اور دھاگے کو زنّار سے بناتا ہے (جو اہلِ کفار کا طریق کار ہے) ہمارے پیر اور بزرگ اعمال و کردار کی بجائے محض بالوں کو بڑھانے سے ہیرو بن جاتے ہیں جن کی ہیئت کذائی کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچّے بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ ان حضرات نے اپنے قلوب و اذہان کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے نقوش سے بیگانہ و محروم رکھا ہوا ہے اور انہوں نے ہوس کے بتوں سے اپنے صنم خانوں کو سجا رکھا ہے۔ ان کی آنکھیں نرگس کی طرح بے نور ہیں اور ان کے سینے "دل کی دولت" سے محروم ہیں۔ ہمارے واعظین و مبلغین بھی عہدوں اور منصبوں کے حصول کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں جس کی وجہ سے "ملت بیضا" کا اعتبار، اعتماد اور بھرم ختم ہو کر رہ گیا ہے ..... دراصل ہمارے اعمال و کردار، تعلیمات نبویؐ اور شعارِ رسول مقبولؐ سے یکسر مختلف ہیں۔ ہم جو حصارِ ملّت کے دربان اور اسلام کا قلعہ بننے کا دعویٰ کرتے ہیں علامہ اقبال کے قول کے مطابق مسلمان شعارِ اسلامیہ کو ترک کرنے کی وجہ سے کافروں کے زمرے میں شامل ہو چکے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی نہیں کہا جا سکتا ؏ ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے۔"

(ایضاً عید الفطر کے رنگین ایڈیشن کا آخری صفحہ)

ہر چند کہ اس زمانہ میں مسلمان کہلانے والے بقول ڈاکٹر اقبال اسلامی شعار کو ترک کرنے کی وجہ سے خود کافروں کے زمرے میں شامل ہو چکے ہیں پھر بھی انہوں نے اُن حقیقی مسلمانوں کو جنہیں اس دورِ آخر میں شعارِ اسلامی پر کاربند ہونے کی من جانب اللہ توفیق عطا کی گئی ہے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے کا سراسر افتراق انگیز شیوہ اختیار کر رکھا ہے اور اس افتراق انگیزی کی گوناگوں آفات و مصائب کی شکل میں تواتر سے سزا بھگتنے کے باوجود اس سے باز آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان افتراق انگیز کارروائیوں میں ملوّث ہونے والوں کو مَکْرٌ فِیْ اٰیَاتِنَا کی بجائے تَفَکُّرٌ فِی الْاٰیٰت کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہ ہلاکت کی راہوں سے بچیں اور انہیں سلامتی کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق ملے۔ آمین۔

کوئی سُنے نہ سُنے

تُو اپنا گیت تو گا دے کوئی سُنے نہ سُنے
چمن چمن کو سنا دے کوئی سُنے نہ سُنے
فضا اُداس پڑی ہے نگار خانوں کی
تُو حق کا تار بجا دے کوئی سُنے نہ سُنے
بنا ہوا ہے جہاں ایک شہرِ خاموشاں
تُو شورِ حشر مچا دے کوئی سُنے نہ سُنے
سکوت کوہ و بیاباں پہ ہو رہا ہے محیط
تُو دل کی ضرب لگا دے کوئی سُنے نہ سُنے
شمیم و رنگ ہیں تنویرؔ دو گھڑی کا غرور
کلی کلی کو جتا دے کوئی سُنے نہ سُنے

روشن دین تنویرؔ

اُس مردِ خدا کیلئے اللہ سے دُعا مانگ

شبنم کی نمی مانگ نہ کرنوں کی ضیا مانگ
گلہائے عقیدت کے تبسم کی ادا مانگ
گر ذوقِ طلب ہے تو شب و روز دُعا مانگ
اللہ سے مانگ اور خلافت کی بقا مانگ
شیرازۂ ملّت کی ہے بنیاد اخوّت
ہر بندۂ مومن کے لئے صدق و صفا مانگ
جس شخص نے سینچا ہے محمدؐ کا گلستاں
اُس مردِ خدا کے لئے اللہ سے دُعا مانگ
دُنیا کے لئے مانگ ہر اک نعمتِ دُنیا
اپنے لئے مانگے تو فقط صبر و رضا مانگ
گر تجھ کو نسیمؔ اپنا بھلا مدِّ نظر ہے
لازم ہے کہ ہر فرد کا دُنیا میں بھلا مانگ

نسیم سیفی

پروگرام تیرہواں سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی

منعقدہ ۲۹ ۳۰ ۳۱ مئی ۱۹۹۲ء بمقام (ناصر باغ) گروس گیراؤ

پہلا دن جمعہ ۲۹ مئی

۱۱،۰۰	۱۳،۴۵	رجسٹریشن وطعام
۱۳،۴۵	۱۴،۴۵	جمعہ و نماز عصر
۱۴،۴۵	۱۵،۰۰	پرچم کشائی
۱۵،۰۰	۱۵،۳۰	تلاوت ، نظم ، عہد
۱۵،۳۰	....	افتتاحی خطاب حضور اقدس (انشاء اللہ)
۱۷،۰۰	۱۸،۳۰	والی بال کوالیفائنگ راؤنڈ
۱۸،۳۰	۲۰،۱۵	فٹ بال کوالیفائنگ راؤنڈ
۲۰،۱۵	۲۱،۳۰	کھانا و تیاری نماز
۲۱،۳۰	......	نماز مغرب و عشاء

دوسرا دن ہفتہ ۳۰ مئی

۴،۳۰	۵،۰۰	نماز تہجد
۵،۰۰	۵،۳۰	نماز فجر و درس
۵،۳۰	۷،۰۰	صبح کی سیر
۷،۰۰	۸،۳۰	ناشتہ و تیاری اجتماع
۸،۳۰	۱۰،۰۰	گولہ پھینکنا ، ۱۰۰ میٹر دوڑ ، لانگ جمپ
۱۰،۰۰	۱۳،۰۰	والی بال ، کبڈی ، رسہ کشی
۱۳،۰۰	۱۴،۳۰	کھانا و تیاری نماز
۱۴،۳۰	۱۴،۴۵	نماز ظہر وعصر
۱۴،۴۵	۱۶،۴۵	تلقین عمل (تعارف مہمان صدران خدام الاحمدیہ ، خطاب امیر صاحب ، خطاب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ "دعوت الی اللہ کے دوران پیش آنے والے ایمان افروز واقعات از نو احمدی احباب")
۱۷،۰۰	۱۸،۰۰	کبڈی فائنل
۱۸،۰۰	۲۰،۰۰	مقابلہ تلاوت ، نظم ، تقریر ، اذان
۲۰،۰۰	۲۱،۳۰	کھانا و تیاری نماز
۲۱،۳۰	......	نماز مغرب وعشاء (مجلس عرفان) انشاء اللہ

تیسرا دن اتوار ۳۱ مئی

۴،۳۰	۵،۰۰	نماز تہجد
۵،۰۰	۵،۳۰	نماز فجر و درس
۵،۳۰	۷،۰۰	صبح کی سیر
۷،۰۰	۸،۳۰	ناشتہ و تیاری اجتماع
۸،۳۰	۹،۳۰	دوڑ ہزار میٹر
۹،۳۰	۱۰،۱۵	فٹ بال سیمی فائنل
۱۰،۱۵	۱۰،۴۵	والی بال فائنل
۱۰،۴۵	۱۱،۳۰	فٹ بال فائنل
۱۱،۳۰	۱۲،۴۵	رسہ کشی فائنل (مقابلہ تقاریر اردو ، جرمن ، انگلش)
۱۲،۴۵	۱۴،۴۵	کھانا و تیاری نماز
۱۴،۴۵	۱۴،۳۰	نماز ظہر و عصر
۱۴،۳۰	۱۴،۳۵	تلاوت
۱۴،۳۵	۱۵،۰۰	تقسیم انعامات دوم ، سوئم پوزیشن ۔
۱۵،۰۰	۱۵،۴۵	فیچر پروگرام (اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا)
۱۵،۴۵	۱۶،۰۰	تلاوت ، نظم
۱۶،۰۰	۱۶،۳۰	رپورٹ اجتماع + تقسیم انعامات
۱۶،۳۰	......	اختتامی خطاب حضور اقدس (انشاء اللہ)

محمد منور عابد ، معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ——— جرمنی

پروگرام سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ

پہلا دن ۲۹ مئی

۱۷،۰۰	۱۷،۱۵	تلاوت ، نظم ، عہد
۱۷،۱۵	۱۷،۴۵	افتتاحی خطاب
۱۷،۴۵	۲۰،۰۰	علمی مقابلہ جات

دوسرا دن ۳۰ مئی

۸،۳۰	۱۰،۰۰	ورزشی مقابلہ جات
۱۰،۰۰	۱۱،۳۰	علمی مقابلہ جات
۱۱،۳۰	۱۲،۳۰	احمدی طلباء واطفال کی حضور کے ساتھ محفل سوال وجواب
۱۲،۳۰	۱۴،۳۰	کھانا و تیاری نماز
۱۸،۰۰	۲۰،۰۰	ورزشی مقابلہ جات

تیسرا دن ۳۱ مئی

۹،۰۰	۱۱،۰۰	علمی مقابلہ جات
۱۱،۴۵	۱۳،۰۰	ورزشی مقابلہ جات

خلفائے احمدیت کی روحانی قوت کا منبع نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے

جماعت احمدیہ کو یہ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے ملی ہے

اسلام میں خلافت کے تصوّر کے بارے میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی پُرمعارف تشریح

اسلام میں خلافت

س :۔ (از مسٹر ہنسن) میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ حاضرین کو اسلام میں خلافت کی اہمیت کے موضوع پر کچھ بتائیں۔

ج :۔ کیا آپ اسلام میں خلافت کے انسٹی ٹیوشن (INSTITUTION) کے بارے میں کچھ جاننا چاہتے ہیں اگر آپ کا مطلب یہی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ خلافت کا لفظ قرآن کریم میں بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ خلافت کے معنی نیابت کے ہیں۔ خلیفہ کا مطلب ہے کسی کا نائب۔ اپنے اختیارات کا منبع وہ خود نہیں ہوتا بلکہ اس سے بالاتر وہ ذات ہوتی ہے جس کی نمائندگی وہ کرتا ہے اور پورے اخلاص اور وفاداری سے اس تعلق نیابت کو نبھاتا ہے یہ ہے اسلام میں خلافت کا تصوّر۔

خلیفہ کا لفظ قرآن کریم میں شروع میں ہی استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے پہلے ہی فرشتوں کو بتایا کہ اللہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ زمین پر اپنا ایک خلیفہ یا نائب بنائے گا۔ اس طریق سے زندگی کا سارا راز ظاہر کرنا مقصود تھا یا یوں کہیں کہ عنقریب ظاہر کیا جانے والا تھا۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب اللہ نے یہ کہا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے خدا! تو یہ کیا کرنے والا ہے؟ کیونکہ اگر تُو نے ایسا کیا تو تُو اس کے ذریعے سے خونریزی، تباہی اور انتشار کا راستہ کھول دے گا، تیرے نام پر لڑائیاں لڑی جائیں گی اور اسی طرح کی دیگر باتیں ظہور میں آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا تم ان چیزوں کے بارے میں باتیں کر رہے ہو جو تم نہیں جانتے۔ چنانچہ قرآن مجید کی رو سے اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر اپنا خلیفہ پیدا کیا۔ مادی وجود کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی ذات کے ایک مظہر کے طور پر علم اور ارادۂ الٰہی میں یہ تخلیق نامعلوم زمانہ میں معرضِ وجود میں آئی۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے نائب کو بہت سی باتیں سکھائیں جن کو قرآن کریم اسماء یا صفات قرار دیتا ہے۔ اور ہم بطور ایک احمدی کے یہ تشریح کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی صفات تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین مخلوق یعنی انسان اور انسانوں میں سے بہترین انسان اپنے خلیفہ کو سکھائیں۔ جب اللہ نے ایسا کیا، قرآن کریم بتاتا ہے کہ اس نے فرشتوں کو بلایا اور ان سے صفاتِ الٰہیہ دریافت کیں۔ وہ محض چند صفات سے واقف تھے اور اس سے آگے نہ جا سکتے تھے لیکن اس انسان نے جو تخلیق کیا جانے والا تھا اور ابھی اپنی تصویری شکل میں تھا اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو گننا شروع کر دیا جن کو فرشتے جانتے بھی نہ تھے بلکہ خیال میں بھی نہ لا سکتے تھے۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب ایسا ہوا تو وہ سب کے سب اللہ کے حضور جھک گئے۔

انہوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا اے اللہ تعالیٰ تو ہی حکیم و خبیر ہے اور تو ہی جانتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔

ہم اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خلافت اور انسانی پیدائش ہر دو کی فلاسفی بیان کرنے کے لئے ایک تمثیلی اظہار بیان ہے۔ آپ یوں سمجھئے کہ جب تک کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کام کے لئے خاص صلاحیتیں نہ دی جائیں وہ شخص ایسا کام نہیں کر سکتا۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ فرشتے گناہ نہیں کر سکتے۔ فرشتوں کو خوراک کی ضرورت نہیں۔ کپڑوں کی ضرورت نہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی دیگر بعض صفات کے اظہار کی ضرورت نہیں مثلاً رحم، بخشش وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح دیگر انسانی ضروریات ان کی نشوونما اور تربیت اور دوسروں کے بارے میں سوچنا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی یہ ساری صفات فرشتوں میں موجود نہیں۔ چنانچہ اللہ نے آدم کو جو سکھایا اور بعد میں تصویری شکل میں فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا اور اس کے نتیجے میں جو بات ہوئی اس کا منشاء یہ تھا کہ فرشتوں کو بتایا جائے کہ اللہ تعالےٰ تمہارے تصوّر کی حد سے بھی بہت زیادہ عظمت رکھتا ہے اگرچہ تم (فرشتے) ایک خاص کام کرنے کے لئے کافی ہو۔ لیکن اللہ کی ذات تو وراء الوراء ہے اور اس کی صفات لامحدود ہیں اللہ اپنی نئی مخلوق کے ذریعے اپنی نئی قدرتوں کا اظہار کرتا رہتا ہے اور اس نئے اظہار کے بعد بھی وہ بدستور لامحدود صفات کا مالک رہتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ نئی مخلوق کے سامنے آنے سے اللہ کی ذات اور صفات کے ادراک کے نئے دروازے کھلتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے نئے ادراک کے ساتھ ساتھ اس کی ذات اور صفات وسعت پذیر ہو رہی ہیں۔ یہ وہ تمثیلی منظر ہے جسے قرآن کریم نے اس پیغام کے ذریعہ واضح کیا ہے۔

چنانچہ ارتقائی منازل کی آخری چوٹی پر پہنچا ہوا یہ کامل وجود اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا یہ قرآن کریم کی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے یعنی ایک ایسا شخص جس پر اللہ تعالیٰ اس کی صلاحیت کے مطابق اپنی قدرت کے راز کھولتا ہے اور اب ہم اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کرتے وقت یہ صلاحیت عطا کی کہ وہ ذاتِ باری کو فرشتوں یا دیگر مخلوقات کی نسبت زیادہ وسیع معنوں میں سمجھ سکے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ذاتِ باری کا جو ادراک ہمیں حاصل ہے خدا کی تمام تر ذات بس وہی کچھ ہے اس ضمن میں بہت وسیع اور لامحدود امکانات اس امر کے بھی موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت اور زمانہ میں بعض نئی صلاحیتوں کی حامل کوئی نئی مخلوق پیدا فرمائے اور ان صلاحیتوں کا اسی طرح ہم تصوّر بھی نہ کر سکیں جس طرح فرشتے ان

صلاحیتوں کا اندازہ نہ کر سکے جو انسان کو عطا کی گئیں۔

اب میں اس صورت حال کو انسانی سطح کے مطابق سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جن لوگوں کو بینائی حاصل نہیں اور جنہیں صرف چار حواس ہی عطا کئے گئے ان کے ہی معاملہ کو لیجئے آپ جتنی مرضی کوشش کریں، جس جس طرح چاہیں وضاحت کریں اور بتائیں کہ روشنی کیا ہوتی ہے اور کیسے کیسے منظر اس کے طفیل نظر آتے ہیں یہ ناممکن ہے کہ آپ کسی پیدائشی نابینا کو سمجھا سکیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جو لوگ سن بھی نہیں سکتے اور دیکھ بھی نہیں سکتے جن کے صرف تین حواس باقی رہ جاتے ہیں وہ ایک محدود سطح سے زیادہ کسی باہر کی چیز کا ادراک نہیں کر سکتے اسی نسبت سے ان کا خدا (یا خدا کے متعلق ان کا تصور) محدود ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے ہم اللہ کی تخلیق پر کوئی حد کیوں عائد کریں؟ ہم یہ کیوں سوچیں کہ اللہ ہمیں چھ حواس یا نو حواس یا ایک سو ایک ہزار حواس نہیں دے سکتا تھا وہ خالق ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن ہم مزید حواس کا تصوّر نہیں کر سکتے کیونکہ ہم کو شروع سے ہی ایسی صلاحیتیں نہیں ملیں۔ پس یہ وہ بنیادی حقیقت ہے جو قرآن کریم ہمیں سمجھانا چاہتا ہے خدا تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے۔ اس نے ہمیں یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ دیکھو فرشتوں کی طرح نہ کرنا اور میری طاقتوں کو محدود سمجھنے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر تم نے ویسا ہی کیا اور میری طاقتوں کو ان حواس کی حد تک محدود سمجھنے لگ گئے جو میں نے تمہیں عطا کئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں۔ حقیقی خلیفہ وہ ہے جو اپنی تمام تر عاجزی کا پورا پورا احساس رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کی وراء الوراء ہستی کو پہچانے اور اس کی معرفت حاصل کرلے۔ وہ اپنی محدود صلاحیتوں کو اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود طاقتوں کو جانتا ہو اس سے ہماری مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے جو نبیوں میں سب سے آخر میں آنے والے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ اپنی ان تمام تر صفات کے ساتھ ظاہر ہوا جن کو وہ انسان پر ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اب یہ ایک دعویٰ ہے بہت بڑا دعویٰ! عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ نہیں! اللہ تعالیٰ زیادہ وسعت کے ساتھ عیسائیوں پر یا عیسیٰؑ پر ظاہر ہوا۔ یا ہندو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اللہ کرشنا پر زیادہ وسعت کے ساتھ ظاہر ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح سے ایک بحث شروع ہو سکتی ہے۔ ہر شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کے مذہب کا بانی ہی زمین پر سچّا اور حقیقی خلیفہ ہے۔ اب اسلام اس کی تردید نہیں کرتا۔ اسلام ایک حسین مذہب ہے جس میں کائنات اور زندگی کا بنیادی راز اپنی تمام تر صداقتوں کے ساتھ سمویا ہوا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ واحد خلیفہ جو زمین پر ظاہر ہوئے وہ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے انسانی تاریخ کے کسی بھی مرحلے پر اللہ تعالیٰ کی نمائندگی کی چاہے اس کا پیغام کتنا ہی محدود نوعیت کا تھا وہ اس زمین پر ایک خلیفہ ہے اور اس کو اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ لفظ "خلیفہ" کا وہ پہلا مطلب ہے جو ہم قرآن کریم سے سمجھتے ہیں لیکن جب ہم اس پہلے واقعے کی طرف لوٹتے ہیں جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے اس وقت ہم بحیثیت مسلمان اس کی یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ زمین پر سچّا حقیقی، آخری اور سب سے کامل ترین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہونا تھا اور آپؐ ہی وہ کامل ترین انسان ہیں۔ ہم اس کو اپنے طریق پر ثابت بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ وقت نہیں کہ اس بحث میں پڑا جائے یہ بڑی طویل اور وسیع بحث ہے۔

اب میں خلیفہ کے دوسرے معنوں کی طرف آتا ہوں "خلیفہ" کے دوسرے معنی ان معنوں سے ہی نکلتے ہیں جو ابھی میں نے بیان کئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلا شخص جس کو اللہ زمین پر اپنا خلیفہ بناتا ہے جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جسمانی وفات کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا پیغام بھی ساتھ ہی مر جائے۔ اس پیغام کو آگے پہنچانا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آجاتا ہے جب انسانوں کے ہاتھوں یہ پیغام مکمل طور پر خراب اور آلودہ ہو جاتا ہے اور اتنا بگڑ جاتا ہے کہ پھر عالم انسانیت کے لئے اس کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ اس وقت تک اس پیغام کا تسلسل برقرار رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی نیابت جاری رکھنے کے لئے ایک اور طریق کار کا وضع ہونا ناگزیر ہوتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نمائندوں کی نمائندگی کرتا ہے اور اس طرح سے ایسے خاص افراد کا ایک سلسلہ قائم ہو جاتا ہے جو باری باری آتے ہیں اور پہلے خلیفہ یعنی رسول کی نمائندگی کرتے جاتے ہیں۔ گو وہ خود رسول نہیں ہوتے۔ وہ صرف حقیقی نمائندے ہوتے ہیں اور پہلے خلیفہ جو نبی ہوتا ہے اس کی تعلیمات کے دائرے سے باہر نہیں جاتے یہ وہ خلیفہ ہیں جو نبی کے بعد آتے اور اس کی نمائندگی کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی رُو سے پہلے اور اصل خلیفہ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خلافت کا دوسرا سلسلہ آپؐ کی وفات کے بعد جاری ہوا جو کچھ عرصہ تک جاری ہوا اور پھر اس کی نمائندگی سے نوع انسانی محروم ہوگئی۔ اس سے میری مراد خلافتِ راشدہ ہے اس کے بعد خلافت کی مختلف شکلیں بنتی گئیں لیکن کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا براہ راست حقیقی نمائندہ ہونے کا شرف حاصل نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا سلسلہ زمین پر آپؐ کے ایک نائب کی صورت میں دوبارہ شروع کیا جائے جو اللہ کا نبی بھی ہو مگر ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور آپؐ کا امّتی۔ چنانچہ ایک نیا نبی۔ مگر نئی شریعت لانے والا نہیں کامل اور مکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتحت، جو آپؐ ہی کی صورت پر آیا جو آپؐ کی محبت اور اطاعت میں مکمل طور پر فنا ہونے کے نتیجہ میں آیا۔ چنانچہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خلافت کا یہ نیا دور دوبارہ ایک نبی کے ذریعے سے شروع ہوا۔ لیکن یہ کوئی علیحدہ نبوت نہیں بلکہ یہ نبوت حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور متابعت کا ثمر ہے۔ اس کو یوں کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ایک بار دوبارہ جاری ہوا تا کہ خلافت کا سلسلہ ایک بار پھر شروع ہو سکے۔ اور جماعت احمدیہ کی یہ خلافت حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کی ازسرِ نو نمائندگی ہے جو حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعے (جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت نبی تھے) ازسرِ نو جاری ہوئی ہے۔

لیکن اب ان کے بعد جو خلفاء آئیں گے اور ان میں مَیں بھی شامل ہوں وہ رسول نہیں ہوں گے۔ ہم جیسا کہ میں نے ابھی وضاحت کی ہے اس حقیقی خلیفہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قوت و اختیار کے محض نمائندے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اپنی ذاتی قوت یا اختیار نہیں ہے ہم اپنا تمام اختیار اور طاقت ان پاکیزہ اور مقدس واسطوں سے حاصل کرتے ہیں۔ جنہیں براہ راست خدا تعالیٰ سے اختیار ملا۔

میرے علم اور فہم کے مطابق خلافتِ احمدیہ کا یہ ہے مقام و منصب۔ کیا آپ کے سوال کا پورا جواب آ گیا ہے؟ اگر اس سلسلہ میں کوئی ضمنی سوال آپ کے ذہن میں آئے تو آپ سوال پوچھ سکتے ہیں۔

(بحوالہ دی احمدیہ گزٹ امریکہ، اپریل ۱۹۸۳ء ص ۴،۵)

ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہو کہ تم نے احمدیت کے نور سے کیا فائدہ اٹھایا؟ ______ (حضرت المصلح الموعودؓ)

ایک تاریخی دن

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

حضرت اقدسؑ کی وفات پر جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع نظام قدرت ثانیہ پر ہوا

اس نظام سے برکت حاصل کر کے ہی روحانی انقلاب حاصل ہو سکتا ہے

مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب، مربی سلسلہ

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا دن جماعت احمدیہ کے لئے نہایت بھاری دن تھا۔ یہ وہ دن تھا جب اس آخری دور کے حکم و عدل سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام مشیت ایزدی سے سنت ماموریں کے مطابق اپنے مشن کی تکمیل کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجِعُون۔

یہی وہ دن تھا جبکہ جماعت اور خاندان حضرت اقدس بلکہ اسلام کے ساتھ سچّی ہمدردی رکھنے والے اپنے اور بیگانے سبھی ایک گہرے صدمے سے دوچار ہوئے۔ اس ناگہانی صدمہ کے وقت جماعت کی کیفیت بوجہ شدت غم ناقابلِ بیان تھی جماعت احمدیہ کے لئے یقیناً یہ دن انتہائی آزمائش اور سخت ابتلاء کا دن تھا کہ ایک جری اللہ جو دین کی خدمت کا جذبہ لے کر اٹھا تھا۔ اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونِ برصغیر میں بھی اس کی صداقت کا چرچا عام ہونے لگا تھا وہ شخص جو ہندوؤں آریہ سماجوں، برہمو سماجوں عیسائیوں اور دیگر ادیان باطلہ کے خلاف دینِ حق کی صداقت کا جیتا جاگتا ثبوت اور عظیم الشان نشان تھا۔ جس کا وجود قرآن کے اوصاف کی سچی تصویر تھا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپؐ ہی کے عشق میں سرشار رہتا تھا۔ جو ہر وقت دین کے دشمنوں کے لئے ہر محاذ پر سینہ سپر رہا اور دشمنان رسولؐ کے لئے وہ ہمہ وقت شمشیر برہنہ ثابت ہوا جو خود بھی گالیاں سن کر دعائیں دیتا اور جماعت کو بھی یہی تعلیم دیتا تھا مگر آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے پر شیر کی طرح ٹوٹ پڑتا اُس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔

سچ ہے سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی وفات ایک عالم کی موت تھی۔ ایسے وقت میں اس کشتی نوح کو ایک ایسے ناخدا کی ضرورت تھی جو اسے بھنور سے نکال کر کنارِ عافیت سے ہمکنار کر سکتا۔ اس یتیم جماعت کو ایسے روحانی باپ کی شدت سے ضرورت تھی جو اس جماعت کی دلجوئی کر سکے اور اس کے روحانی رنگ میں راہنمائی سرانجام دے سکے۔

۲۷ مئی جماعت احمدیہ کے لئے نہایت اہم سوال بن کر آیا تھا اور سب سے اہم مسئلہ جو درپیش تھا وہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد آپ کے نائب اور جانشین کے انتخاب کا معاملہ تھا۔ پوری جماعت کی توجہ محض خدائی تصرّف کے تحت ابتداء سے ہی ایک ایسے وجود کی طرف اٹھ چکی تھی جس نے اپنے دنیوی کاروبار اور شاہی نوکری کو خیرباد کہہ کر ہمیشہ کے لئے اپنے آقا کی غلامی و شاگردی کا عہد کر رکھا تھا۔ یہ وجود سیّدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی کا تھا۔ بلکہ تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نظام قدرت ثانیہ کے مخالفین (جن کی مخالفت قدرتِ ثانیہ کے دورِ ثانی میں کھل کر سامنے آئی) کو بھی پہلے ہی سے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی خلافت کا اقرار تھا اور عملی طور پر چھ سال تک بیعت میں رہنے سے انہوں نے ثابت کر دکھایا کہ واقعی حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی قیادت برحق تھی اور اس کے بغیر جماعت کا وجود برقرار نہ

مسلّمہ حقیقت

یہ ایک حقیقت ہے پوری قوم کو نظام قدرت ثانیہ کے پرچم تلے جمع کرنے کی منظم اور جماعتی سطح پر تحریک اٹھانے کا خیال خواجہ کمال الدین صاحب کو آیا جنہوں نے آج سے تقریباً ۸۴ سال قبل ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کے جسدِ خاکی کے قادیان پہنچتے ہی باغ میں بیعت خلافت کے لئے جناب مولوی محمد علی صاحب کو تحریک کی اور ذکر کیا کہ

"یہ تجویز ہوئی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین حضرت مولوی نورالدین صاحب ہوں۔"

اس پر مولوی محمد علی صاحب نے کہا

"بالکل ٹھیک ہے۔" مزید کہا۔

"کہ مولوی صاحب (مولوی نورالدین صاحب ناقل) ہی مناسب اور ہر طرح سے اس بات کے اہل ہیں۔"

پھر خواجہ صاحب نے کہا کہ

"یہ تجویز بھی ہوئی ہے کہ سب احمدی ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔"

اس پر مولوی محمد علی صاحب چونکتے ہوئے اور کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہے اور یہی الوصیّت کا منشاء ہے۔"

خواجہ صاحب نے کہا کہ

"چونکہ وقت بڑا نازک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جماعت میں تفرقہ پیدا ہو جائے۔ احمدیوں کے حضرت مولوی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

(حقیقت اختلاف صہ۲۹ مصنف مولوی محمد علی صاحب)

تب مولوی محمد علی صاحب بھی بیعت کے لئے رضامند ہو گئے۔

آیئے حقیقت پر مبنی احمدیت کے اس پہلے تاریخی اجماع کا مزید جائزہ لیں کہ یہ بیعت کیسے، کہاں اور کس کس نے کی۔

جناب خواجہ کمال الدین صاحب جو اس وقت اس اہم گتھی کو سلجھانے میں پیش پیش تھے۔ مولوی محمد علی صاحب کو قائل کر لینے کے بعد ان کے ہمراہ صدر انجمن احمدیہ کے دیگر اکابرین مثلاً شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو ساتھ لے کر نواب محمد علی خانصاحب کے پرانے مکان جہاں ایک زمانہ میں لائبریری اور حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا آفس بھی ہوا کرتا تھا پہنچے۔

مکرم خواجہ صاحب نے مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ذریعہ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کو بلا بھیجا۔ اور پوچھا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین سے قبل صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اسی طرح ہم حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔

مکرم مولوی محمد احسن صاحب نے اس کی پوری پوری تصدیق کی۔ نیز مشورہ دیا کہ حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی مشورہ کر لیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب بلوائے گئے، آپ نے بھی اتفاق رائے کرتے ہوئے کہا کہ

حضرت مولوی صاحب سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اور خلیفہ ضرور ہونا چاہیئے اور حضرت مولوی صاحب ہی خلیفہ ہونے چاہیئں۔

(اصحاب احمد جلد دوم)

تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب جماعت کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے حضرت اماں جان (نور اللہ مرقدہا) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت اماں جان نے بھی یہی فرمایا کہ

حضرت مولوی صاحب سے بڑھ کر کون اس قابل ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کا جانشین ہو۔

(اخبار بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء)

قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کی خدمت میں

اب ہر طرف سے تسلی کر لینے کے بعد جناب خواجہ صاحب دیگر ساتھیوں کے ہمراہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں گول کمرہ میں حاضر ہوئے اور مناسب رنگ میں بیعت خلافت کے لئے عرضداشت کی۔ حضرت مولوی صاحب نے کچھ تامل کے بعد فرمایا۔

"میں دُعا کے بعد جواب دوں گا۔"

چنانچہ آپ نے پانی منگوایا، وضو کیا اور حضرت نواب محمد علی صاحب کے مکان میں ہی غربی جانب دالان میں نفل نماز ادا کی اور سجدہ میں گر گر کر خوب روئے، جبکہ اس دوران وفد باہر صحن میں انتظار کرتا رہا۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ

چلو وہیں چلتے ہیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر ہے اور جہاں ہمارے بھائی انتظار میں ہیں۔

چنانچہ حضرت مولوی صاحب تمام حاضرین سمیت باغ میں تشریف لے گئے جہاں حضرت اقدسؑ کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی۔

(الفضل ۲۳ رفروری ۱۹۵۵ء)

اس جگہ جماعت کے دیگر افراد ارد گرد جمع تھے جہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کھڑے ہو کر تمام جماعت کی طرف سے ایک تحریر پڑھی۔ جس میں مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں بیعت کی درخواست تھی اور اس تحریر پر سبھی اکابر کے دستخط ثبت تھے۔ (بدر ۲ رجون ۱۹۰۸ء)

قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کی پہلی تقریر

احباب جماعت کی درخواست سننے کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب نے قرآنی آیات

ولتکن منکم اُمّۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر

تلاوت فرمائی اور ایک لمبی تقریر فرمائی جس میں خلافت کی برکات، اہمیت اور ضرورت بیان کرتے ہوئے بے شمار مثالوں سے واضح کیا کہ

ساری خوبیاں وحدت میں ہیں اور وحدت خلافت سے ہی وابستہ ہے۔

پھر آپ نے یہ فرمایا کہ

میری پہلی زندگی پر غور کر لو۔ میں نے کبھی بھی امام بننے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو صرف یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے....

بیعت کی حقیقت

فرمایا کہ

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سُن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے.... بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے اسی

لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ کے سخت شور اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے مگر وہ بڑی پاک روح تھی جس نے انہیں کہا اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو.....

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چکنا چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے پس اس کو بھیج دیا اور اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔

ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم کا زمانہ آگیا۔

حضور فرماتے ہیں

اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ دفن (حضرت اقدس کے) ہونے سے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کے زمانہ میں صحابہؓ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔

پھر فرمایا:۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً وکرھاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ بیعت کی دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن مجید کے سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے واعظین بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔

اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا:۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی۔

(الحکم ۶ر جون ۱۹۰۸ء)

بڑی ہی قابل غور ہے سیدنا حضرت مولانا نورالدین کی یہ تقریر اس میں بڑی بنیادی اور زریں نصائح ہیں کہ اگر جماعت احمدیہ میں سے کسی نے خلافت کی قدر نہ کی اور اس کی شناخت میں غفلت سے کام لیا تو خدا کی اس نعمت کی قدر کرنے والی اور قومیں بھی تیار ہو رہی ہیں۔ اگر آج ہم نے اس الٰہی نظام کے تقاضوں کو پورا نہ کیا اور امام جماعت کی آواز پر ہر وقت کان نہ دھرا اور اس کی قدر دانی نہ کی تو مغرب کے افق پر مشرق کے انتہا میں ایسی بستیاں قدرت ثانیہ کی برکات سے روشناس اور منور ہو رہی ہیں جو اپنے ایمانوں میں غیر معمولی اضافے کے ساتھ امام جماعت پر اپنی جانیں نچھاور کرنے پر آمادہ ہیں۔

ہماری جماعت بفضلہ تعالیٰ بیشتر ایسے احباب پر مشتمل ہے جنہوں نے حضرت اقدس کی پاک تحریرات، خلفاء کے ارشادات اور ملفوظات کی روشنی میں اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح پر کافی توجہ دے رکھی ہے۔ اور اگر کوئی حصہ جماعت کا ایسا ہے جو شمع خلافت کی روشنی سے صحیح طور پر استفادہ نہیں کر رہا تو اس کو اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ اس کی ایک بڑی وجہ عدم تربیت ہے جو والدین اور جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعتوں میں ہمیشہ خلافت کی برکات اور اہمیت کو واضح کیا جاتا رہے اور ایسی مجالس کا انعقاد عمل میں لایا جائے جو ایمان افروز ہوں اور نظام قدرت ثانیہ کی اہمیت اور اس کی برکات ہر شخص کے دل میں جاگزیں کر دیں۔ یاد رکھیں کہ جماعت میں خلافت کی شان پہچان کر ہی ہم اپنے اندر عظیم روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ صحابہؓ والا ایمان برقرار رکھا جائے اپنی اولادوں ونسلوں میں یہ روح پھونکتے رہنا چاہیئے کہ الامام جنّۃ یقاتل من ورائہ کہ امام جماعت کے لئے ڈھال ہوتا ہے اس کے احکامات کی تعمیل میں ہی جدوجہد کرنی چاہیئے۔

یہ ساری باتیں اس وقت اثر کریں گی جب ہم میں اور ہماری آئندہ نسلوں میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں علم کی فضیلت و برتری کا احساس اجاگر ہو۔ اور پھر علم بھی بغیر تقویٰ اور خشیت کے ایک لعنت بن جایا کرتا ہے بالخصوص ایسے مواقع پر جب خشیت اور تقویٰ اللہ کا فقدان ہو کئی خشک علم کے دعویدار بھٹک جایا کرتے ہیں۔

اس قسم کی مثال رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہے۔ حضور کی بعثت سے قبل ایک شخص شرک کے خلاف وعظ کیا کرتا تھا۔ لیکن جب حضرت خاتم الانبیاءؐ نبیوں کے سردار معبوث ہوئے تو کسی نے اس شخص کو اسلام کی طرف دعوت اور تلقین کی۔ تو اس نے جواب دیا کہ شرک کے مٹانے کے لئے جو محنت اور جدوجہد میں نے کی ہے.... کسی اور نے نہیں کی۔ پس اگر کوئی شخص دنیا میں نبی ہوتا تو وہ میں ہوتا۔ یہ شخص (حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کیونکر بن گیا۔ اب دیکھیں وہ شخص گو توحید کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ اس کا علم بھی رکھتا تھا لیکن عدم خشیت اللہ کے باعث اسلام لانے سے محروم رہا۔

گویہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ علم بغیر خشیت اللہ کے ایک لعنت اور عذاب بن جایا کرتا ہے کئی لوگ ہیں جو قرآن جانتے ہیں مگر بالآخر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دُعا سکھائی ہے کہ خدایا ہمیں موت دینا تو ایمان کی حالت میں ہی دینا ورنہ ہمارے سارے اعمال رائیگاں جائیں گے۔

پیارے بھائیو! ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت اقدس اور آپؑ کے خلفاء کے ارشادات پر تعہد اور سختی سے عمل پیرا ہوں۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کی فکر کریں کیونکہ یہی وہ فرقہ ہے جس کا نام نہ صرف اس کرۂ ارضی کے کناروں تک پہنچ چکا ہے بلکہ آسمان کے رجسٹروں میں بھی اس کا نام عزّت کے ساتھ لکھا جا چکا ہے۔ اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئی کے مطابق ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہے اور یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور برکات کے طفیل ہے۔

اللّٰھم صلّی علی محمدٍ وعلی اٰل محمدٍ
وبارک وسلّم انّک حمیدٌ مجیدٌ

جلسہ سالانہ جرمنی کے انتظامات کو بہتر بنانے سے متعلق اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہے تو اس سے افسر صاحب جلسہ سالانہ کو ضرور آگاہ فرمائیں۔

پروگرام بارہواں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ جرمنی

منعقدہ ۲۷ ۲۸ جون ۱۹۹۲ء بمقام (ناصر باغ) گروس گیراؤ

۲۷ جون بروز ہفتہ

۹،۳۰	۹،۴۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی
۹،۴۰	۹،۴۵	عہد	صدر مجلس انصار اللہ
۹،۴۵	۱۰،۰۰	نظم	
۱۰،۰۰	۱۰،۱۵	استقبالیہ کلمات	صدر مجلس انصار اللہ جرمنی
۱۰،۱۵	۱۰،۳۰	افتتاحی خطاب	
۱۰،۳۰	۱۰،۴۰	ضروری اعلانات	اسٹیج سیکرٹری

اجلاس دوم

زیر صدارت محترم عبد الغفور بھٹی صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی

۱۰،۴۰	۱۱،۱۵	رپورٹ کارگزاری دوران سال ۱۹۹۱ء	ناظمین علاقہ و زعماء اعلیٰ فرینکفرٹ، ہمبرگ کولون، میونخ، سٹٹگارٹ و برلن
۱۱،۱۵	۱۱،۳۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقِ تبلیغ بمطابق ارشاد خداوندی	مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب
۱۱،۳۰	۱۱،۴۵	حضرت مسیح موعودؑ کی راہنمائی میں اولین مبلغین کا طریق تبلیغ	مکرم مولانا عبد الباسط طارق صاحب
۱۱،۴۵	۱۲،۰۰	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبات میں سے حضور کی آواز میں اقتباسات	مکرم عبد اللطیف صاحب
۱۲،۰۰	۱۲،۱۵	یورپ میں طریقۂ تبلیغ	مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب
۱۲،۱۵	۱۴،۰۰	وقفہ برائے طعام و نماز ظہر و عصر	

اجلاس سوم

۱۴،۰۰	۱۴،۱۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم لمعات مرزا صاحب
۱۴،۱۰	۱۴،۲۰	نظم	مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب انور
۱۴،۲۰	۱۴،۳۵	اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ	مکرم مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب
۱۴،۳۵	۱۴،۵۰	اصلاحِ معاشرہ اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں	محترم عبد الغفور بھٹی صاحب
۱۴،۵۰	۱۵،۰۰	اعلانات	سٹیج سیکرٹری
۱۵،۰۰	۱۸،۳۰	پرچہ دینی معلومات و علمی مقابلہ جات	
۱۸،۳۰	۲۱،۳۰	شوریٰ اجلاس اوّل	مالی معاملات کے علاوہ باقی ایجنڈا
۲۱،۳۰	۲۲،۳۰	وقفہ برائے طعام و نماز مغرب و عشاء	
۲۲،۳۰	....	شب بخیر	تمام انصار رات مقام اجتماع میں گزاریں گے

۲۸ جون بروز اتوار

۳،۰۰	.....	بیداری	
۳،۳۰	۴،۰۰	نماز تہجد	
۴،۰۰	۵،۰۰	نماز فجر و درسِ قرآن کریم	مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب
۵،۰۰	۶،۰۰	اجتماعی سیر	
۶،۰۰	۷،۰۰	ناشتہ	
۷،۰۰	۱۰،۰۰	مجلس مشاورت، اجلاس دوم	صرف مالی معاملات
۱۰،۰۰	۱۴،۰۰	ورزشی مقابلہ جات	
۱۴،۰۰	۱۵،۳۰	وقفہ برائے طعام و نماز ظہر و عصر	

اختتامی اجلاس

۱۵،۳۰	۱۵،۴۰	تلاوت قرآنِ کریم
۱۵،۴۰	۱۵،۴۵	عہد
۱۵،۴۵	۱۶،۰۰	نظم
۱۶،۰۰	۱۶،۱۰	مختصر رپورٹ
۱۶،۱۰	....	تقسیم انعامات

امسال انشاء اللہ تعالیٰ بیت بازی کا بھی نہایت شاندار مقابلہ ہوگا۔ وقت اور دیگر تفصیلات بعد میں بھجوادی جائیں گی۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ ________ جرمنی

مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں نہایت ضروری ہدایات

- سالانہ اجتماع میں تمام مرکزی، علاقائی اور مقامی عہدیداروں کی شرکت لازمی ہے۔
- اجتماع پر تشریف لانے والے تمام حضرات موسمی ضرورت کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- نماز، درس اور تقاریر وغیرہ کے دوران تمام حضرات پنڈال میں ہی تشریف رکھیں۔ پنڈال سے باہر ٹولیوں کی شکل میں گفتگو میں مصروف نہ ہوں اور نہ ہی اِدھر اُدھر گھومتے پھریں۔
- مقابلہ جات میں حصہ لینے والے دوست قبل از وقت متعلقہ منتظمین کو اپنے نام بھجوادیں۔
- ہر وقت ذکر الٰہی کرتے رہیں۔ خدا جانے پھر یہ بابرکت دن نصیب ہوں گے یا نہیں۔
- اللہ تعالیٰ کو بدبو قطعاً ناپسند ہے اس لئے کسی بدبودار چیز کے استعمال سے اور سگریٹ نوشی سے سخت پرہیز کیا جائے۔
- کارکنان مہمانوں سے اور مہمان حضرات کارکنان سے پورا پورا تعاون کریں۔

تمام انصار رات مقام اجتماع میں گزاریں گے۔

قدرت اولیٰ اور قدرت ثانیہ کی اصطلاحیں

اور

ان میں پوشیدہ حکمت

مکرم مولوی دین محمد صاحب شاہد، مربی سلسلہ

آیت استخلاف

اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال قبل قرآن کی سورہ نور کی آیت ۵۶ (جسے آیت استخلاف بھی کہا جاتا ہے) میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ تم میں سے جو مومن اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے انہیں وہ اسی طرح خلافت کی نعمت عطا فرمائے گا جس طرح اُس نے اس سے پہلے لوگوں کو یہ نعمت عطا فرمائی تھی۔ اس عظیم الٰہی وعدہ اور قرآنی آیت کے مطابق آج یہ روحانی نظام اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت احمدیہ کو عطا کیا ہے جو اس بات کا واضح اور روشن ثبوت ہے کہ آج جماعت احمدیہ کے افراد من حیث الجماعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں تبھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآنی وعدہ کے مطابق آج صرف جماعت احمدیہ کو قدرت ثانیہ کا بابرکت روحانی نظام عطا فرمایا ہے۔ آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کا دنیا بھر میں ایک ہی واجب الاطاعت امام ہے جس کے بابرکت وجود سے ساری دنیا کے احمدی مومن مخلصانہ طور پر وابستہ ہو کر اور یک جان ہو کر احیاء اسلام کے لئے عظیم خدمات سرانجام دے رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ان کے محیّر العقول نتائج اکناف عالم میں پیدا فرما رہا ہے جن کی بنا پر وہ دن قریب سے قریب تر آرہے ہیں جبکہ تمام دنیا کی اقوام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت جھنڈے تلے جمع ہو کر ملت واحدہ بنا دی جائیں گی اور ساری زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے جگمگا اُٹھے گی۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

قدرت اولیٰ اور قدرت ثانیہ کے لفظ میں حکمت

اس موقعہ پر اس امر کا اظہار کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کا مظہر اور انبیاء کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کا مظہر قرار دیا گیا ہے وہ بلا حکمت نہیں ہے۔ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کا مظہر اور جانشینوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کا مظہر اُس خاص حکمت کی بناء پر قرار دیا گیا ہے تا دنیا پر ظاہر کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور ان کے جانشین کوئی معمولی وجود نہیں ہوتے۔ کیونکہ انہیں خود خدا تعالیٰ اپنے دست قدرت سے کھڑا کرتا ہے اور وہ خدا کی حفاظت میں گویا خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ اور وہ مبارک وجود اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اردت ان استخلف فخلقت آدم

یعنی میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو اپنی صفات کا مظہر بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ اس حدیث قدسی کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ اور مظہر خدا تھے۔ قرآن کریم کی آیت۔

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض

(سورۃ ص آیت ۲۷) کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام بھی خلیفۃ اللہ اور مظہر خدا تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک حدیث کی رو سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور رسول جو اصلاح خلق کے لئے تشریف لائے وہ بھی خلیفۃ اللہ اور مظہر خدا تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے کھڑا کیا تھا اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کے مظہر تھے۔

اسی طرح قرآن کریم میں سورۃ نور کی آیت استخلاف میں یستخلفنھم کی رو سے انبیاء کرام کے جانشینوں کو بھی اللہ تعالیٰ (مومنوں کے واسطہ سے) خود اپنے دست قدرت سے کھڑا کرتا ہے اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے ان کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اسی بناء پر انبیاء کرام کے جانشین اللہ تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کے مظہر ہوتے ہیں جن کے ساتھ مخلصانہ وابستگی سے ہی مومنوں کی تمام تر ترقیات وابستہ ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام اور ان کے جانشین چونکہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے کھڑے کئے جاتے ہیں اس لئے وہ بہت ہی مبارک اور بابرکات وجود ہوتے ہیں جنہیں نیک اور سعید فطرت لوگ قبول کر کے اور اُن سے برکت حاصل کر کے اپنی دائمی حیات کا سامان پیدا کرتے ہیں مگر کچھ لوگ اپنی ظاہری طاقت، مال و دولت اور بادشاہت اور اقتدار کے گھمنڈ میں ان کا مقابلہ کر کے خود اپنی تباہی اور بربادی کے سامان کر لیتے ہیں۔ مذاہب عالم کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے جس سے ہر سعید فطرت انسان اس امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامورین اور ان کے جانشین کوئی معمولی انسان نہیں ہوتے انہیں خود خدا تعالیٰ کھڑا کرتا ہے اور وہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔ اور ان سے مقابلہ کرنا خود خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیں

نمائندگانِ شوریٰ کے لئے

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بعض اہم ہدایات

عبدالرشید بھٹی، سیکریٹری مجلس شوریٰ جرمنی

شوریٰ کا قیام

اسلامی شریعت کے مطابق کسی امر کے فیصلہ کا حق خلیفہ کو ہی ہے۔ دوسروں کا کام مشورہ دینا ہے۔ مجلس مشاورت کوئی فیصلہ نہیں کرتی بلکہ مشورہ دیتی ہے۔ فیصلہ خلیفہ کرتا ہے۔ یہ نہ کہا یا لکھا جائے کہ مجلس نے یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ مجلس نے یہ مشورہ دیا یا مجلس کے مشورہ پر خلیفہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء صفحہ ۴۷)

اجلاس شوریٰ سے غیر حاضر نمائندگان

جو ممبران شوریٰ سے بلا رخصت حاصل کئے اجلاس میں حاضر نہ ہوں آئندہ کے لئے ان کو شوریٰ کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا جائے۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۴)

نمائندگانِ شوریٰ کیلئے ہدایات

۱۔ ہر شخص خدا کی طرف توجہ کرے اور دعا کرے کہ الٰہی میں تیرے لئے آیا ہوں تو میری راہنمائی کر کسی معاملہ میں میری نظر ذاتیات کی طرف پڑے نہ ایسا ہو کہ کوئی رائے غلط دوں اور اس پر زور دوں کہ مانی جائے اور اس سے دین کو نقصان پہنچے۔ نہ ایسا ہو کہ مجھ میں نفسانیت آجائے یا اپنی شہرت وعزّت یا بڑائی کا خیال آجائے نہ میں کسی غلط رائے کی تائید کروں۔ میری نیّت اور رائے درست ہو اور تیری منشاء کے ماتحت ہو۔

۲۔ مشورہ کے وقت ذاتی باتوں کو دل سے نکال دیا جائے۔ مشورہ کے معنی ہیں کہ اپنے دماغ کو صاف اور خالی کر بیٹھو۔ عام طور پر لوگ فیصلہ کر کے بیٹھتے ہیں کہ یہ بات منوانی ہے اور پھر اس کو پیش کرتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت کو صحیح بات ماننی اور منوانی چاہیئے۔

۳۔ کسی کی خاطر رائے نہیں دینی چاہیئے بلکہ جو رائے صحیح سمجھیں وہ دیں۔

۴۔ کسی اور حکمت کے ماتحت رائے نہیں دینی چاہیئے بلکہ یہ مدِنظر ہو کہ جو سوال درپیش ہے اُس کے لئے کون سی بات مفید ہے۔

۵۔ جو بات سچّی ہو اُسے تسلیم کرنے سے پرہیز نہیں کرنا چاہیے خواہ اُسے کوئی پیش کرے۔

۶۔ کوئی رائے قائم کرتے وقت جلد بازی سے کام نہ لیں لوگوں کی باتیں سنیں اور ان کا موازنہ کریں اور پھر رائے پیش کریں۔

۷۔ کبھی دل میں نہ رکھو کہ ہماری رائے مضبوط اور بے خطا ہے۔ بعض آدمی اس میں ٹھوکر کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری رائے غلط نہیں ہوسکتی۔ سچّی اور علمی بات کو تسلیم کرو اور جہالت کی بات نہ مانو۔

۸۔ اس بات کے حق میں رائے دینی چاہیئے جس میں دینی فائدہ زیادہ ہو۔

۹۔ ہماری تجاویز جن کے مقابلہ میں ہم کھڑے ہیں ان کی تجاویز سے بڑھ کر اور مؤثر ہوں۔

۱۰۔ رائے دیتے وقت دیکھ لو کہ جو بات پیش ہے وہ واقعہ میں مفید ہے یا مُضر فروعات کو نہ دیکھو بلکہ واقعہ کو دیکھو مفید ہے یا مُضر۔

۱۱۔ سوائے کسی خاص بات کے یونہی دُہرانے کے لئے کھڑے نہ ہوں۔ ہاں اگر نئی تجویز ہے تو پیش کرو۔

(ملخّص از رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۳۰۸ اور ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۲۰۹)

شوریٰ کے نمائندہ کے فرائض

نمائندہ جو مجلس مشاورت میں شامل ہوتا ہے اُس کی نمائندگی یہاں کی کارروائی کے اختتام کے بعد ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وہ ایک سال تک جماعت کا نمائندہ رہتا ہے اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ سارا سال لوگوں کو تحریک کرتا رہے اور وہ باتیں اُنہیں بار بار بتائے جو یہاں پاس ہوتی ہیں۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۴۳ء صفحہ ۴۵)

شوریٰ سے متعلق معاملات کی نوعیت

اس مجلس کا نام مجلس مشاورت ہے۔ اس کے نام سے اس کے فرائض کی نشاندہی ہوتی ہے۔ مگر بعض لوگ اس کے نام کو بھول جاتے ہیں۔ اس نام کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ مجلس مشاورت ہے اور وہ مسائل نہیں آنے چاہئیں جو انتظام کی تفصیلات سے متعلق ہوں۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۸)

سب کمیٹی کے ممبران کے لئے ہدایات

سب کمیٹیوں میں ایسے آدمیوں کے نام لینے چاہئیں جو اس کے لئے کافی وقت دے سکیں اور ان مضامین کے ساتھ ان کو مناسبت ہو۔ مناسبت سے میری مُراد ذہنی مناسبت ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ گریجویٹ ہوں یا خاص حد تک تعلیم حاصل کئے ہوں بلکہ اخلاص اور تقویٰ ہی ایسی چیزیں ہیں جو کسی شخص کو دینی کاموں کو اہل ثابت کرتی ہیں۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۴۳ء صفحہ ۲)

سب کمیٹی شوریٰ کے اجلاس سے غیر حاضری

جو اصحاب، مجلس مشاورت کی مقرر کردہ سب کمیٹیوں کے اجلاس میں باوجود اطلاع دیئے جانے اور بلانے کے جواب نہیں دیتے یا شریک نہیں ہوتے ان کا نام مجلس مشاورت میں پیش ہوا کرے اور تین سال تک ان کو کسی سب کمیٹی کا ممبر مقرر نہ کیا جائے۔

سب کمیٹیوں کا طرزِ عمل

کوشش یہ ہو کہ رائے متفق ہو۔ اگر نہ ہو سکے تو کثرت رائے لکھی جائے لیکن اگر قلیل التعداد والے سمجھیں کہ ان کی بھی رائے ہے جسے ضرور پیش کرنا چاہیئے تو ان کی رائے بھی لکھی جائے۔

(رپورٹ مشاورت ۱۹۲۹ء صفحہ ۸۸)

خلافت احمدیہ کی

حقّانیت کا درخشندہ ثبوت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک اعجازی نشان

مکرم محمد امین صاحب خالد، ہمبرگ

خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے نائب مسیح موعودؑ ہونے کی حیثیت میں آپ کی مسیحائی کے ایک عظیم الشان اعجازی نشان کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ میں اُس اعجازی نشان کا عینی شاہد ہوں اس لئے کہ وہ اعجازی نشان ظاہر ہی خاکسار کی اپنی ذات کے تعلق میں ہوا تھا۔ وہ نشان احمدیت کی صداقت اور خلافت احمدیہ کی حقانیت کا ایک درخشندہ ثبوت ہے۔

۱۹۶۵ء کی بات ہے۔ میں نے جوانی میں قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک میرے سینے کی ہڈی میں شدید درد اٹھا اور پھر اس درد نے مستقل شکل اختیار کرلی۔ یوں تو ہلکا ہلکا درد ہر وقت ہی رہتا لیکن وقفہ وقفہ سے جب دورہ کی شکل میں یہ شدت اختیار کرتا تو سینہ کی متوازی پشت کی ہڈی میں بھی پہنچ کر نڈھال کر دیتا۔ یہ صورتِ حال میرے لئے سوہان روح بنی ہوئی تھی۔

میں نے اس درد کے علاج کے سلسلہ میں مقدور بھر کوشش کی۔ جن ڈاکٹر صاحبان کے پاس جاتا ان کے علاج کا طریق قریباً یکساں ہی ہوتا۔ پہلے کئی ایکسرے لیتے پھر متعدد ادویہ پر مشتمل طویل نسخہ تجویز کرتے۔ جب کوئی افاقہ نہ ہوتا تو جواب دے دیتے اور کہتے کہ یہ کوئی نئی بیماری ہے۔ اس سے قبل ایسی بیماری ہمارے تجربہ میں نہیں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ علاج کی غرض سے نہیں بلکہ محض تجربہ کی خاطر مجھے بہت سے ڈاکٹروں کا تختۂ مشق بننا پڑا۔ صحتیابی تو کجا معمولی افاقہ کی بھی کوئی صورت نہ نکلی۔ مرض جوں کا توں اپنی جگہ قائم رہا۔

اس تکلیف دہ اور پریشان کن صورتِ حال میں خاکسار نومبر ۱۹۶۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور سے اپنی بیماری کا احوال بیان کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے مجھے مزید تشخیص اور علاج کے لئے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے پاس لاہور بھجوا دیا۔ ان کی وساطت سے متعدد ڈاکٹروں نے میرا معائنہ کیا۔ بالآخر ڈاکٹروں کے ایک بورڈ نے تفصیلی جائزے کے بعد آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ۷ار جنوری ۱۹۷۰ء کو میرا آپریشن ہوا۔ آپریشن کے دوسرے روز میرے استفسار پر ایک ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ تمہارے سینہ کی ایک ہڈی خراب تھی وہ نکال دی گئی ہے اب ٹھیک ہو جاؤ گے۔

ہسپتال سے فراغت کے بعد پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپریشن کی روداد بیان کی۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے ڈاکٹروں کی رپورٹ کی کاپی لا کر دکھاؤ تاکہ درد کا باعث معلوم ہو سکے۔ میں واپس جا کر متعلقہ ڈاکٹر سے ملا اور رپورٹ کی کاپی حاصل کرنے کی کوشش کی انہوں نے کہا یہ ایک تجرباتی آپریشن تھا وجہ معلوم کرنے سے ہم قاصر رہے ہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد درد نے پھر شدت اختیار کرلی۔ علاج کے لئے پھر دوڑ دھوپ شروع ہوئی۔ میں نے خود بھی گورنمنٹ طبیہ کالج لاہور سے طب کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ میں نے اپنی اور دیگر معالجین کی تجویز کردہ بہت دوائیں آزمائیں لیکن نتیجہ صفر رہا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان دواؤں کا اصل مرض سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

۱۹۷۸ء میں خاکسار جرمنی آکر ہمبرگ میں مقیم ہوا۔ خیال تھا اس ترقی یافتہ ملک میں شاید علاج کی کوئی صورت پیدا ہو سکے گی۔ جرمن ڈاکٹروں نے علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن ان کی بھی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر جرمنی میں مقیم ایک پاکستانی ڈاکٹر سے رجوع کیا جب علاج کر کے وہ بھی عاجز آ گئے تو میں نے کسی اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی غرض سے ان سے بیماری اور علاج کا ریکارڈ طلب کیا۔ ریکارڈ دیتے ہوئے انہوں نے کہا جس سے چاہو علاج کرا لو تمہارا مرض لاعلاج ہے، اس کا زہر تیزی سے دل کی طرف سرایت کر رہا ہے، زندگی کے جو دن باقی ہیں اسی طرح گزار دو۔ علاج کے سب دروازے مسدود پا کر میں گھر بیٹھ رہا اور دعا کرتا رہا۔

۱۹۸۰ء میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ جرمنی کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے ہمبرگ تشریف لائے۔ میرے دل میں بار بار تحریک ہوئی اگر حضور انور ازراہ شفقت میرے درد کی جگہ پر دم کر دیں یا ہاتھ پھیر دیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے شفا عطا فرما دے گا۔ بجز دُعا کی درخواست کرنے کے دم کرنے یا ہاتھ پھیرنے کی درخواست کرنا ہم احمدیوں کے معمول کے خلاف تھا۔ اس لئے ایسی درخواست پیش کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ حضور کا استقبال کرنے والے احباب کی ایک قطار میں میں بھی کھڑا تھا۔ میں نے قطار میں کھڑے کھڑے اپنی قمیص کے دو بٹن کھول لئے تھے۔ جب میں نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا اور ساتھ ہی اپنی بیماری اور علاج کی روداد عرض کرتے ہوئے بتایا۔ حضور! ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ تمہیں آرام نہیں آسکتا۔ جونہی یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے حضور نے بڑے پُر جلال انداز میں بآواز بلند فرمایا کون کہتا ہے آرام نہیں آسکتا۔ پھر حضور نے میری قمیص کا ایک بٹن اپنے دست مبارک سے کھولا اور گریبان میں ہاتھ ڈال کر اپنی انگشت مبارک سے میرے پُردرد سینے پر ایک دائرہ سا بنایا اور فرمایا کہ کیا یہاں درد ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی حضور اسی جگہ درد ہوتی ہے حضور نے فرمایا دعا کریں گے انشاء اللہ آرام آجائے گا گھبرائیں مت۔ میں خدائے قادر و قدوس کو حاضر ناظر جان کر عرض کرتا ہوں۔ ۱۹۸۰ء کی وہ گھڑی کہ جب حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اُس وقت سے ۱۹۹۲ء میں تادم تحریر آج تک

باقی صفحہ نمبر ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیں

ترقی کی طرف ایک اور قدم

باوقار لوگ ہمیشہ بھٹی انٹرپرائزز کو ہی ترجیح دیتے ہیں

آخر کیوں؟

اس لئے کہ ہم ہمیشہ ہمہ وقت اور ہمہ تن آپ کو بہترین کوالٹی پیش کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں

اب آپکو ہمارے ہاں سے گروسری اور تازہ سبزیوں کے علاوہ

پکے پکائے تازہ کھانے، چاٹ اور چٹنیاں بھی دستیاب ہیں

انشاءاللہ آپ کھا کر لطف اندوز ہوں گے

نیز ہمارے ہاں ہر طرح کی دستاویزات کے جرمن ترجمہ کا بھی بارعایت نرخوں پر مکمل انتظام ہے

علاوہ ازیں ہر قسم کے ڈائجسٹ اور اردو رسالے آرڈر دے کر گھر بیٹھے منگوائیں

ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں

ہمارا نصب العین

پاکیزہ ماحول — کم منافع — اونچا معیار

Bhatti Enterprises

Heiligkreuz Gasse 16 · 6000 Frankfurt 1

Tel. (0 69) 28 14 44 · Fax (0 69) 28 39 62

اسلام کا پیغام

"The Message of Islam"

by ch. Muhammad Zafrulla Khan

مکرم مرزا عبدالحق صاحب

انگریزی زبان میں ۳۲ صفحات کا یہ مختصر رسالہ مغربی لوگوں کو اسلام کے منبع، روح اور تعلیمات سے متعارف کرانے کے لئے شائع کیا گیا ہے۔ یہ اپنوں کے لئے تقویتِ ایمان کا باعث ہے تو دوسروں کے لئے دعوت الی اللہ کا ایک اہم ذریعہ۔ خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔

اسلام کی شانِ امتیازی

اسلام توہمات اور خفیہ رسومات کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ تسلیم شدہ حقائق و حکمت پر مبنی مذہب ہے۔ اسے کئی پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

◎ جیسے بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ایک روشن دن کی طرح بلاشک وشبہ واضح ہے۔ اسی طرح آپؐ پر ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل شدہ کلام خداوندی بھی واضح اور مکمل صورت میں بلا کم و کاست حسبِ وعدہ (۱۵: ۱۰) محفوظ ہے۔ یہ ایک ایسا اعجاز ہے جسے غیر مسلم یورپی مستشرقین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

◎ قرآن کریم کی زبان "عربی" زندہ زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ جسے آج بھی بنی نوع انسان کی کثیر تعداد اظہار خیال کے لئے استعمال کرتی ہے۔

◎ زندگی چونکہ حرکت پذیر اور انقلاب انگیز ہے اور اس کی ضروریات زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں اس لئے ایسی تعلیم کی جو مستقبل کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکے ضرورت تھی جسے صرف قرآن ہی پیش کرتا ہے۔ اس تجدید کی غرض کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کے اذن سے تجدید دین کرنے والے کھڑے ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ خود اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے لوگوں میں بعثتِ ثانیہ کی خوشخبری دی ہے جو کہ ابھی صحابہؓ سے نہیں ملے بلکہ آخرین میں سے ہوں گے (الجمعہ ۶۲: ۳-۴) جو کہ خادم اسلام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ظہور سے پوری ہوئی ہے۔

◎ قرآن کا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے لہٰذا یہ مکمل کلام اللہ ہے۔ دیگر مذہبی کتب میں سے کوئی کتاب بھی اس کا لگا نہیں کھا سکتی۔ چونکہ یہ کائنات اس خدا کا ایک تخلیقی فعل ہے (جسے اس نے انسانی خدمت میں لگا رکھا ہے) اس لئے قرآن (یعنی خدا کے قول) اور کائنات یا قانون قدرت (یعنی خدا کے فعل) میں کوئی تفاوت اور بیگانگی نہیں ہو سکتی (۱۴: ۳۳-۳۵) بلکہ آئندہ سائنسی حقائق وانکشافات قرآن کی تصدیق کرتے رہیں گے (۴۱: ۴۳) اور کائنات یعنی قوانینِ قدرت پر غور کرنے سے علم و عرفان کے نئے نئے باب کھلتے چلے جائیں گے۔ (۱۴: ۱۵)

◎ قرآن ایک عالمی دعوت کا مدعی ہے اور ساتھ ہی گذشتہ تمام تعلیمات کے بنیادی اصولوں کا جامع بھی ہے۔ مثلاً توحید، آخرت، اعمال صالحہ وغیرہ۔ گذشتہ زمانوں میں ہر قوم بلکہ ہر بڑے شہر کے لئے رسول بھیجے گئے۔ جن کی تعلیم گو تقاضۂ وقت کے مطابق تھی تاہم قرآن نے ان کی بنیادی اور ابتدائی تعلیمات کو سموتے ہوئے ترقی یافتہ ذہنِ انسانی کے دور میں اسے مکمل اور جامع تعلیم عطا کی ہے جس کا خطاب تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے (۷: ۱۵۹) جو آئندہ ضروریاتِ زندگی کے لئے راہنمائی کرتا ہے (۱۶: ۹۰) جو خدائی صفات کی اپنائیت کے ذریعہ روحانیت کی پرورش کرتا ہے ( ) جو خوشحال زندگی کے لئے مفید احکامات اور اطمینانِ قلب کے لئے ان کی حکمت کو بیان کرتا ہے (۶۲: ۲-۳) پھر بھی اس کے بیان میں ہر سطح ذہن کا آدمی اپنے ذوق کا مضمون پاتا رہے گا (۱۸: ۵۵)

◎ قرآن فکر، شعور اور مشاہدہ کی نشوونما کے لئے بار بار توجہ دلاتا ہے۔ (۳: ۱۹۱ : ۲۲ : ۲۷۰) جس سے دل و دماغ کو جلا اور شفا ملتی ہے۔ (۱۰: ۵۸)

◎ مذہبی آزادی اور رواداری کا علمبردار ہے (۱۲: ۱۰۹) قرآن کی رُو سے ایمان کے معاملہ میں جبر و اکراہ قطعاً منع ہے (۲: ۲۵۷) بلکہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کرتا ہے کہ جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے انکار کرے (۱۸: ۳۰) (ظاہر ہے جیسے اسلام میں داخلہ کے لئے جبر جائز نہیں اسی طرح کسی کے اسلام سے خارج ہونے پر بھی جبر قطعاً روا نہیں۔ ناقل)

◎ عرفانِ قرآن کے لئے زباندانی کے علاوہ دل کی طہارت، خلوص اور تقویٰ ایک بنیادی عنصر ہے (۵۶: ۸۰) ؏

عقل تو خود اندھی ہے گر نیرِ الہام نہ ہو۔

باقی صفحہ نمبر ۳۵ پر ملاحظہ فرمائیں

رشتہ ناطہ کے متعلق ایک اہم اعلان

مکرم و محترم منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر ربوہ تحریر فرماتے ہیں۔

بیرونِ پاکستان مقیم احمدی احباب کو رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں بعض قواعد کے علم نہ ہونے کے باعث جب وہ کسی بیرونی ملک سے پاکستان آکر نکاح کروانا چاہتے ہیں تو انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس لئے درج ذیل امور تمام احباب کے علم میں لانے ضروری ہیں۔

◎ جماعت کی طرف سے شائع شدہ نکاح فارم عموماً اکثر ممالک میں دستیاب ہوتے ہیں۔ اعلانِ نکاح سے قبل اس نکاح فارم کے کالم کی تکمیل نہایت اور صاف لکھائی میں کی جائے۔ تصحیح یا اوور رائٹنگ کی صورت میں متعلقہ افراد دستخط بھی ہمراہ کریں۔

◎ لڑکا اور لڑکی جہاں رہائش رکھتے ہوں اسی جماعت یا حلقہ کے امیر یا صدر کی تصدیق کرانی ضروری ہے اور امیر / صدر کے دستخط کے علاوہ اگر مہر میسر ہو تو استعمال کی جائے۔ لڑکے اور لڑکی کے بیرونِ ملک ہونے کی صورت میں متعلقہ ملک کے امیر کی تصدیق ضروری ہے نہ یہ کہ پاکستان میں جہاں ان کا آبائی گھر وغیرہ ہے وہاں سے تصدیق کرائی جائے۔ اگرچہ لڑکا یا لڑکی نکاح کے وقت پاکستان میں موجود ہیں تب بھی ان کی تصدیق ان کے ملک کے امیر کی طرف سے ہونی ضروری ہے۔ یاد رہے کہ بیرونِ ملک کے احباب کے لئے جماعت کے لوکل صدر کے علاوہ ملک کے امیر کی تصدیق معہ مہر مطلوب ہے۔

◎ طلاق یا خلع کے بعد نکاح ثانی کی صورت میں مصدقہ طلاق نامہ یا خلع نامہ کو نکاح فارم کے ساتھ پیش کرنا ضروری ہے۔

◎ نکاح فارم پر لڑکے اور لڑکی کے کوائف (نام، تاریخ پیدائش، عمر وغیرہ) شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق درج کرنے چاہئیں۔

◎ نکاح فارم کے تین اصل پرت مکمل کرنے ضروری ہیں۔

مذکورہ بالا ہدایات کا علم نہ ہونے کے باعث بعض احباب کو پریشانی اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لئے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ نظام جماعت کے ساتھ تعاون کریں تاکہ اس پریشانی سے دوچار ہونے سے بچ سکیں۔

(بشکریہ احمدیہ گزٹ کینیڈا، فروری ۹۲)

جماعت HERDORF کی تبلیغی مساعی

پہلی تبلیغی نشست ۹ رفروری ۱۹۹۲ء کو چار بجے شام منعقد ہوئی۔ اس میں ۱۳ جرمن احباب و خواتین اور دو ٹرکش احباب شریک ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ہدایت اللہ حبش صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں اسلام کا تعارف کروایا اور مثالوں سے واضح کیا کہ اسلام کو دیگر مذاہب پر کیا برتری حاصل ہے۔ اور انسان کے لئے یہ سچا دین اختیار کرنا کیوں ضروری ہے۔ آپ نے اپنے اسلام قبول کرنے کے واقعات کا بھی ذکر کیا۔

تقریر کے بعد حاضرین نے سوالات پوچھے جن کے جوابات مکرم حبش صاحب اور مکرم مسعود احمد جہلمی مبلغ سلسلہ نے احسن رنگ میں دیئے۔ اس مجلس کے انعقاد میں دیگر احباب جماعت کے علاوہ ہمارے ترک نو احمدی بھائی مکرم کمال الدین نے مکمل تعاون پیش کیا۔ مکرم کمال صاحب داعی الی اللہ ہیں اور اب تک چار ترک دوستوں کو احمدیت میں شامل کروانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

۲۹ رفروری کو دوسری تبلیغی نشست میں ۴۴ جرمن خواتین و احباب نے شمولیت اختیار کی۔ اس نشست سے خطاب کرنے کے لئے مکرم ٹرکش احمدی دوست MR.URHAN YALNIZ اور اُن کی جرمن اہلیہ صاحبہ MRS.RABIA YALNIZ خصوصی طور پر فرنکفرٹ سے تشریف لائے تھے۔ آپ دونوں نے اپنی تقریر میں دنیا کے آج کے حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ثابت کیا کہ مذہب اسلام کی تعلیم محبت، پیار اور مساوات پر مبنی ہے۔ اگر آپ کو کسی اسلامی ملک یا شخص میں اس سے ہٹ کر کوئی بات نظر آئے تو اس کا اسلامی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔

تمام حاضرین کو جماعتی لٹریچر سے بھی متعارف کروایا گیا۔ یہ مجلس انتہائی دوستانہ ماحول میں منعقد ہوئی اور تمام حاضرین اس سے خوب پُرلطف ہوئے۔ آخر میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے تیار کردہ ریفریشمنٹ دی گئی۔ اس تقریب کو کامیاب بنانے میں تمام ممبران جماعت نے اپنے صدر جماعت مکرم عبید اللہ صاحب کے ساتھ پورا تعاون کیا۔ جزاکم اللہ۔

منور احمد آفتاب، جماعت HERDORF

فرینکفرٹ میں پاکستان کی سب سے قدیم اور قابل اعتماد

ٹریول ایجنسی

May Fair Reisen

ہمارا نصب العین، آپ کی خدمت

Iqbal D. Khan

Münchner Str. 11 · 6000 Frankfurt 1
Tel. (0 69) 23 22 41 · Fax (0 69) 23 70 60

Auserlesener indischer Goldschmuck
(22 Karat)
für Hochzeiten und andere Anlässe

خاص ہندوستانی سونے کے زیورات

شادی بیاہ و تحفوں کیلئے (۲۲ قراط)

Indian Jewellers
Oeder Weg 39 · 6000 Frankfurt am Main 1
Telefon (069) 5964188 u. 556686

بچوں کا صفحہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نصیحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک سکھ طالب علم تھا۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ تھا تو وہ سکھ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت ہی عقیدت تھی اور وہ حضورؑ کا بہت ادب کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے لاہور سے حضورؑ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ پہلے تو مجھے خدا کی ہستی پر بڑا یقین تھا مگر کچھ عرصہ سے دل میں شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ آپ دُعا کریں کہ خدا میرے ان شبہات کو دور فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے کہلا بھیجا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی طالب علم ایسا ہے جو دہریہ ہے۔ یعنی خدا کی ہستی پر ایمان نہیں رکھتا۔ اُس کا بُرا اثر تم پر پڑ رہا ہے۔ تم کلاس میں جس جگہ بیٹھا کرتے ہو اُس جگہ کو بدل لو۔ چنانچہ اُس سکھ طالب علم نے اپنی سیٹ بدل لی۔ اور ایک اور لڑکے کے ساتھ بیٹھنا شروع کر دیا۔ اس طرح کچھ دنوں کے بعد اُس کے خیالات کی خود بخود اصلاح ہو گئی اور خدا کی ہستی پر اُس کا یقین پھر پختہ ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بُرے ساتھی کی صحبت کا انسان پر بُرا اثر پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ خود بھی اپنے ساتھی کی طرح بُرا انسان بن جاتا ہے۔

پیارے اور عزیز بچو.... حضورؑ نے اُس سکھ طالب علم کو یہی نصیحت فرمائی تھی کہ وہ بُرے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دے۔ اُس نے اس نصیحت پر عمل کیا اور خود بخود اس کی اپنی اصلاح ہو گئی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ ہم نیک لوگوں کی معیّت اختیار کریں۔ یعنی ہمیشہ نیک لوگوں کے ساتھ رہیں۔ حکمت اس حکم کی یہی ہے کہ نیک لوگوں کے پاس بیٹھنے اور اُن کی صحبت میں رہنے سے ہم پر بھی نیک اور اچھا اثر پڑے گا۔ اور ہم خود بھی نیک بن جائیں گے۔ پس بُرے لڑکوں سے بچنا اور نیک اور اچھے بچوں کو ساتھی بنانا بہت ضروری ہے۔

چوہدری ظہور احمد ———— ہمبرگ

کام کی باتیں

- اچھی بات چاہے کوئی کہے پلے باندھ لو کیونکہ جب موتی کی قیمت مقرر کی جاتی ہے تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ سمندر کی تہ سے لانے والا کون ہے؟
- اعتماد ایک روح کی طرح ہوتا ہے جو ایک دفعہ چلے جانے سے واپس نہیں آتا۔
- خشک روٹی کھاؤ لیکن خشک مزاج نہ بنو۔
- برداشت کرنا زندگی کا اصول ہے نہ کہ کمزوری۔
- بدلہ لینے سے انسان اپنے دشمن جیسا ہو جاتا ہے اور بدلہ نہ لینے سے اس سے بہتر۔
- خاموشی اظہار نفرت کا بہترین ذریعہ ہے۔
- شرافت اپنی بلند ہستی سے حاصل ہوتی ہے۔
- قدرت انتقام رکھتے ہوئے غصّے کو پی جانا جہاد ہے۔
- کامیابی ناکامیوں سے گزر کر ہی حاصل ہوتی ہے۔
- جو بُرے ٹھکانے جائے گا بدنام ہوگا۔
- دل آئینہ ہے اگر بدی سے پاک ہو تو اس میں خدا بھی نظر آتا ہے۔
- جلد بازی حماقت ہے اور انسان کی بدترین کمزوری ہے۔
- خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش رکھو۔
- قبروں سے نصیحت اور قیامت سے عبرت حاصل کرو۔
- سلام گرمجوشی سے کرو اس سے محبت پائیدار ہوتی ہے۔
- حق پر چلنے والوں کے پاؤں شیطان کے سینے پر ہوتے ہیں۔
- نیک نامی انسانیت کا زیور ہے اور روح میں بسی ہوئی خوشبو ہے۔
- وہ دل جس میں جذبہ نہ ہو اس صدف کی مانند ہے جس میں موتی نہ ہو۔
- علم تو نورِ خدا ہے جو گناہ گاروں اور بدبختوں کو نہیں دیا جاتا۔
- اگر بلند مقام چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔
- اگر سکون چاہتے ہو تو غیبت چھوڑ دو۔

ماں کی عظمت

- ماں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی نعمت میں سے افضل نعمت ہے۔
- زمین، دودھ، ہوا، شفق، شبنم.... کوئی تو نہیں کہ جسے کہہ دوں کہ ماؤں جیسا ہے۔
- ماں وہ عظیم ہستی ہے جس کے آگے محبت و شفقت اپنا سر جھکا لیتی ہے۔
- ماں اس درخت کی مانند ہے جو اولاد کو چھاؤں بخش کر خود دھوپ میں جلتی ہے۔
- ماں گھر کی وہ زینت ہے جو شہد کی طرح میٹھی اور پھول کی طرح نازک ہے
- ماں وہ انمول دولت ہے جو ایک بار کھونے سے دوبارہ حاصل نہیں ہوتی۔

پہیلیاں

ہوا میں معلّق نہ پانی کے اوپر ———— چلا آ رہا ہے جہاز اک زمیں پر
نہ پانی ہے اس میں نہ کوئلہ نہ انجن ———— درختوں کی شاخیں ہیں بس اس کا ایندھن
سنا تم نے ایسا عجوبہ کہیں ہے ———— جو دیکھو تو کَل کوئی سیدھی نہیں ہے

ہاتھ کا پا کر ایک اشارہ ———— پھوٹ پڑا جھٹ نور کا دھارا
بھاگی ظلمت دُم کو دبا کر ———— ہو گیا روشن راستہ سارا

(احسان مسعود)

دونوں پہیلیاں بوجھنے والے بچّوں کے نام اگلے شمارہ میں شائع کئے جائیں گے۔ اپنا نام صاف لکھیں اور ساتھ ریجن کا نام ضرور ہو۔ پہیلیاں بوجھنے والے بچّوں کے نام ۱۵ رمئی تک موصول ہو جانے چاہیئں۔

مکرم مولود احمد خان مرحوم کا ذکر خیر

مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، سابق رئیس التبلیغ

یہ خبر سُن کر کہ برادرم مکرم مولود احمد خان کی وفات ہو گئی ہے افسوس ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت سے نوازے۔ خاکسار کے قیام لندن کے عرصہ میں محترم مولود احمد خان نے خاکسار کی بہت علمی انداز میں مدد کی۔ خاکسار کے کئی خطوط جو ٹائمز اور بعض دوسرے اخبارات میں چھپے مکرم مرحوم بھائی کی تصحیح، مشورہ اور امداد سے لکھے گئے۔ اور بروقت خدا کے فضل سے ٹائمز لندن میں شائع ہوئے۔ ایک خط پر ایک ممبر پالیمنٹ MR. DAVID MCLLOR نے مجھے مبارکباد دی۔ اسی طرح اکنامسٹ میں بھی کچھ شائع ہوا تھا اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر دے۔ آمین۔

شہر کے میئر سے ملاقات

مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۹۲ء کو مجلس خدام الاحمدیہ BADNAUHEIM کے زیر اہتمام ایک نمائندہ وفد نے شہر کے میئر MR. BERND ROHDE سے اُن کے دفتر میں ملاقات کی۔ اس وفد میں مکرم مسعود احمد جہلمی مبلغ سلسلہ، مکرم مشتاق ظہیر سیکرٹری تربیت جماعت جرمنی اور خاکسار قائد مجلس شامل تھے۔ مکرم امام صاحب نے شہر کے میئر سے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور جماعت کی عالمگیر تبلیغی اور سماجی خدمات سے اُن کو آگاہ کیا۔ یہ ملاقات انتہائی دوستانہ ماحول میں ۲۵ منٹ تک جاری رہی۔ اس موقعہ پر معزز میئر کو قرآن کریم معہ جرمن ترجمہ اور پھولوں کا گلدستہ بطور تحفہ دیا گیا۔

بشیر الدین خان ــــــــــــ BADNAUHEIM

جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ امریکہ کا چوالیسواں (۴۴) جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ر جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار نیویارک میں منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ۔ جرمنی سے شامل ہونے والے احباب وخواتین اپنی شمولیت کی اطلاع درج ذیل ایڈریس پر ضرور دیں۔

BAIT-UL-ZAFAR 86-71 PALO ALTO STREET

HOLLISWOOD NY 11423

TEL.(718) 479-3345 FAX. (718) 479-3346

نذیر احمد ایاز، افسر جلسہ سالانہ ــــــــــــ امریکہ

دفتر شعبہ اشاعت کی منتقلی

شعبہ اشاعت کا دفتر اور کُتب خانہ ایک نئی عمارت میں منتقل ہو گیا ہے شعبہ اشاعت کا نیا ایڈریس یہ ہے۔

HANNAUER LANDSTR 50 6000 FRANKFURT/MAIN

دفتر اور کُتب خانہ کی منتقلی کے لئے عرصہ دو ماہ احباب کے بھرپور تعاون سے وقار عمل کیا گیا۔ ۹ ہزار سے زائد کتابوں کو REGAL سے اُتار کر ڈبوں میں پیک کیا گیا۔ بعدازاں REGAL اُتار کر نئے LAGER میں لگائے گئے۔ کتابوں کو وہاں پہنچا کر دوبارہ ترتیب سے لگانے کا کام ابھی جاری ہے۔ جن دوستوں نے اس کار خیر میں حصّہ لیا اُن سب کے لئے دُعا کی خصوصی درخواست ہے۔ ایسے احباب کی تعداد ۶۰ سے زائد ہے۔ ان سب کے اسماء تو شامل اشاعت نہیں کئے جا سکتے۔ البتہ ان جماعتوں کے نام اور تعداد افراد ریکارڈ اور دُعا کی غرض سے شائع کی جا رہی ہے۔

FRANKFURT	11	PFUNGSTADT	5
HERBORN	8	DARMSTADT	1
DIEBURG	6	GINSHEIM	3
SELINGENSTADT	11	BABENHAUSEN	10
NEU ISENBERG	3	GIESSEN	4

فلاح الدین خان، سیکریٹری اشاعت ــــــــــــ جرمنی

ضروری اعلان

ماہ مارچ کے شمارہ میں اُن احباب وخواتین سے جو پاکستان میں شعبہ وکالت سے منسلک رہے ہیں درخواست کی گئی تھی کہ وہ شعبہ امور خارجہ سے رابطہ قائم کریں۔ اب تک درج ذیل احباب نے رابطہ قائم کیا ہے۔

1- MR. RASHID AHMED TAHIR — BAD KREUZNACH
2- MR. ZAFAR AHMED BUTT — OFFENBURG
3- MR. BASHART AHMRD — NAUHEIM
4- MR. ABDUL MATEEN ABBASI — HOFGEISMAR
5- MR. SHAFIQ AHMED QAMAR — HEPPENHEIM
6- MR. KHALID AKHTER BASRA — DIETZENBACH

بعض عدالتوں کے فیصلہ جات جو کہ انگریزی زبان میں ہیں کے خلاصے تیار کرنے کے لئے مزید احباب وخواتین کی ضرورت ہے۔ اس لئے وکلاء حضرات جنہوں نے ابھی تک اپنے نام سے آگاہ نہ کیا ہو یا پھر وہ حضرات وخواتین جو انگریزی زبان میں عدالتوں کے فیصلہ جات کے خلاصے تیار کر سکتے ہوں اپنے اسماء سے خاکسار کو آگاہ کریں۔

عرفان احمد خان، سیکریٹری امور خارجہ ــــــــــــ جرمنی

ہنر مند حضرات متوجہ ہوں

ناصر باغ میں جو بلڈنگ وقار عمل کے تحت احمدی دوستوں کے ہاتھوں تعمیر ہو رہی ہے میں ایسے ہنر مند افراد کی ضرورت ہے جو SANITARY فٹنگ کا کام اور الیکٹریکل فٹنگ وغیرہ کا کام جانتے ہوں۔ ایسے احباب سے درخواست ہے کہ خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔

ناز احمد ناصر، سیکریٹری جائداد جماعت احمدیہ ــــــــــــ جرمنی

اعلان برائے "روحانی خزائن"

جن دوستوں نے روحانی خزائن کے آدھے سیٹ خریدے ہیں اُن سے گذارش ہے کہ فوری بقیہ آدھا سیٹ رقم ادا کر کے وصول کر لیں۔ شعبہ اشاعت کے پاس اب بہت تھوڑے سیٹ رہ گئے ہیں۔ جس سے تاخیر کرنے میں دقّت ہو سکتی ہے۔

نیشنل سیکریٹری اشاعت ــــــــــــ جرمنی

بقیہ : خطبہ جمعہ

بڑی بڑی اور بہت زیادہ قربانیاں کی ہیں۔ ان کا بھی حق ہے کہ تاریخ ان کے ناموں کو زندہ رکھے اور اُن کے لئے دُعائیں کی جائیں۔ صرف مشکل یہ ہوتی ہے عورتوں کے معاملات میں بعض دفعہ جب باقاعدہ کوائف اکٹھے کئے جائیں تو مبالغہ آمیزی کچھ مقابلے، کچھ ریاء کاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں نے ابھی تک ایسا نہیں کہا لیکن دوسرے جن کے علم میں ایسی مخلص خواتین آتی ہیں جو فوت ہو چکی ہوں یا ابھی زندہ ہوں اُن کو چاہیئے کہ وہ اُن کی تاریخ محفوظ کر کے تحریک جدید کو بھجوائیں تا کہ اُن کے نام بھی کتابوں میں دُعاؤں کی خاطر لکھے جائیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے وہ تو کسی ظاہر ذکر کا بھی محتاج نہیں ہے۔ اس کے ہاں تو ان واقفین کی یہ پاک مقدس بیویاں بھی وقف کے طور پر ہی شمار ہوں گی اور ان کا فیض انشاء اللہ ان کی آئندہ نسلوں کو پہنچتا رہے گا۔

بی بی کی طرف سے آپ سب کو سلام

اس کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ بی بی کی طرف سے آپ سب کو سلام۔ کیونکہ وہ بار بار اظہار تشکر کرتی تھیں کہ جماعت کتنی پیاری ہے اور کتنی دُعائیں کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی غریق رحمت کرے اور ہم سب کا بھی نیک انجام کرے اور ہماری اولادوں کو پوری وفا کے ساتھ دین حق پر قائم رکھے اور خدمت دین کی توفیق صرف یہی نسلیں نہ پائیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک ہماری اولادیں پوری وفا کے ساتھ خدمت دین کی توفیق پاتی رہیں۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ مجھے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ پاسپورٹ پر تاریخ پیدائش ۲۱/۵/۳۵ لکھی ہوئی ہے۔ مجھے علم ہے لیکن وہ غلطی سے لکھی گئی تھی اور پھر ٹھیک نہیں ہو سکی تو وہی چل رہی ہے مگر اصل تاریخ پیدائش سنہ ۳۶ء ہے۔ کیونکہ میرے پاس جو پہلا پاسپورٹ پڑا ہوا ہے اس پر سنہ ۳۶ء ہی لکھی ہوئی ہے۔ بعد میں کسی وجہ سے غلطی ہو گئی۔

بقیہ : حقانیت کا درخشندہ ثبوت

ایسی کیفیت میں سے گزرا ہوں اور مسلسل گزر رہا ہوں کہ جیسے یہ تکلیف کبھی ہوئی ہی نہیں تھی: فالحمد للہ علی ذالک۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خدام کو پیغام دیتے ہوئے فرمایا تھا

ہے دم عیسیٰؑ سے بھی بڑھ کر ہے دعاؤں میں اثر
ید بیضا بنو موسیٰؑ کا عصا ہو جاؤ

اس زمانہ میں کسی دنیوی اہل نظر کے فہم کی رسائی اس شعر کی حقیقت تک پہنچ سکے یا نہ پہنچ سکے مگر میں رب دو جہاں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے مسیح محمدی کے اس غلام (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) کے پاس دم عیسیٰؑ کو بھی دیکھا اور ید بیضا کا بھی مشاہدہ کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ
وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

بقیہ : خلافت اولیٰ

جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک پاک حدیث میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض محبوب بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کو بھی عمدگی سے ادا کرتے ہوئے اس اعلیٰ روحانی مقام کو حاصل کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے محبوب بندے ایسے ہیں کہ میں ان کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتے ہیں، میں ان کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتے ہیں اور میں ان کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چل کر کہیں جاتے ہیں اور وہ مقربین الٰہی اللہ تعالیٰ کے اس قدر محبوب ہو جاتے ہیں کہ بخاری کتاب الرقاق میں ایک حدیث قدسی ہے۔

یعنی جو شخص میرے ا

یعنی جو شخص میرے اس محبوب ولی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو میں اس کے لئے اعلان کر دیتا ہوں کہ اس محبوب ولی سے مقابلہ کرنا اُس سے نہیں بلکہ خود میرے ساتھ مقابلہ کرنا ہے اور جو شخص میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو وہ آزما کر دیکھ لے کہ اس مقابلہ اور جنگ کا نتیجہ کیا نکلتا ہے!

یہی وہ اعلیٰ روحانی مقام ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے امام آخرالزمان حَکَم اور عدل نے فرمایا ہے کہ جس طرح ایک لوہے کے ٹکڑے کو جب آگ میں ڈال دیا جاتا ہے تو تھوڑی دیر کے بعد وہ لوہا آگ کی حرارت اور رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ بعینہٖ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور ان کے جانشین جو علی الترتیب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ اولیٰ اور قدرتِ ثانیہ کے مظہر ہوتے ہیں وہ عشقِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے رنگ میں اس قدر رنگین ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے مظہر ہو جاتے ہیں۔

ظاہر ہے ایسے مقربین الٰہی سے جو لوگ بھی مقابلہ کرتے ہیں وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ سے گویا جنگ کرتے اور مقابلہ کرتے ہیں! اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا اور مقابلہ کرنا سراسر دین اور دنیا کے لحاظ سے تباہی اور بربادی کا موجب ہے۔

بقیہ : افریقن ڈیسک

حصّہ دوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مختصراً مگر دلکش انداز اور جذب واثر میں ڈوبی قلم سے پیش کئے گئے ہیں جس کا لطف قاری خود پڑھ کر ہی اٹھا سکتا ہے۔ جو آپ کے لئے اٹھار کھتے ہیں۔

اس حصّہ میں آپ کی ابتدائی زندگی، آغاز وحی، مصائب والام کا زمانہ، ہجرت، غزوہ بدر اور اس کے اثرات، غزوہ احد، خندق و فتح مکہ کے دُوررس اثرات۔ آپؐ کا حج بیت اللہ اور وفات۔ ایسے عنوانات آپ کے ایمانی جذبات، دلی عقیدت اور تصوّراتی قربت کے لئے کا کام دیں گے۔

یہ کتابچہ شعبہ اشاعت سے حسبِ ضرورت مفت مہیّا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بلالی روحوں کو نور ہدایت سے منور کرتے ہوئے مستعدِ خادم اسلام بنا دے۔ آمین۔

Shezan
PURE FRUIT JUICES
JAMS & PICKLES
SQASHES & SHARBETS
sole Distributers of
SHEZAN INTERNATIONAL
In Germany
S. K. Imports & Exports
Farm Strasse 2-4 , 6082 Walldorf
Telefon (0 61 05) 44 91 92 Fax (0 61 50) 5 27 17

ٹیکسٹائل کی دُنیا میں معروف نام

عزیز برادرز

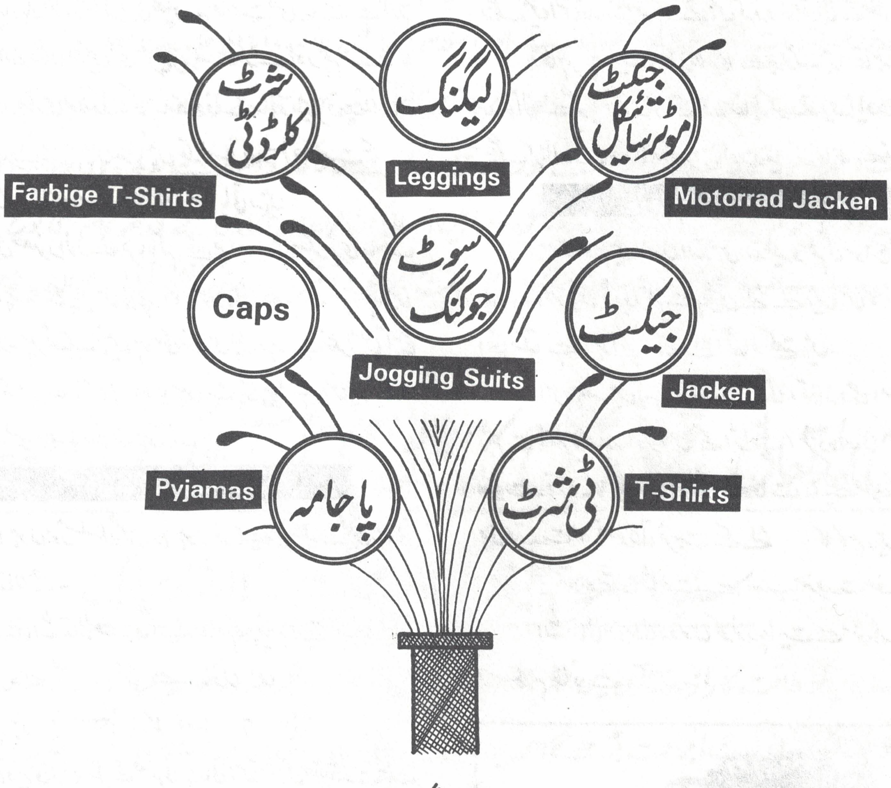

اس کے علاوہ مختلف اشیاء بارعایت خرید فرمائیں اور ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

قابلِ اعتماد تجارتی ادارہ

Fa. AZIZ GbR
Rudolf-Diesel-Str. 30 · 6900 Heidelberg
Telefon (0 62 21) 16 22 49 u. 27 949

جلسہ سالانہ انگلستان

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ۳۱ رجولائی۔ یکم، ۲ راگست ۱۹۹۲ء کو بمقام ٹلفورڈ اسلام آباد لندن میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ۔

دوستوں کی سہولت کے لئے ویزا کے حصول کا پروگرام شائع کیا جارہا ہے۔

- ایسے احباب جن کے پاسپورٹ پولیس کے پاس جمع ہیں اُن کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے درج ذیل کوائف سے صدر جماعت کو ۱۵ رمئی تک آگاہ فرمائیں۔ فیملی نام، پورا نام، تاریخ پیدائش، ویزا پر دیا ہوا ریفرنس نمبر۔ یاد رہے کہ تمام انگریزی میں لکھیں۔
- صدران جماعت یہ فہرستیں ۱۵ رمئی تک شعبہ امور خارجہ کو ارسال کردیں۔ فہرست والے صفحہ پر پولیس دفتر کا ایڈریس جہاں سے پاسپورٹ حاصل کرنا ہے ضرور لکھیں۔
- جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے آئے ہوئے دعوت نامے اسال افراد کی بجائے صدر صاحبان کو ارسال کئے جائیں گے۔ تمام خواتین واحباب جو انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں وہ درج ذیل کوائف سے صدر جماعت کو آگاہ کریں۔
- فیملی نام، پورا نام، ایڈریس، جماعت، پاسپورٹ نمبر، تاریخ پیدائش
یہ فہرستیں پولیس سے پاسپورٹ حاصل کرنے کے بعد تیار کی جائیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ دعوت نامہ ارسال افرادِ جماعت کی بجائے صدر جماعت کو ارسال کئے جائیں گے۔ اس لئے صدر صاحب جماعت جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے ممبران کی فہرست بناکر بھجوائیں۔ ارسال ویزا کے لئے پاسپورٹ جمع کرواتے وقت دعوت نامہ ایشو نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ دعوت نامہ ۳۰ رمئی تک صدر جماعت کی معرفت حاصل کریں۔
- ویزا کے لئے پاسپورٹ ۳، ۴، ۵ رجولائی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار تمام مشنوں میں جمع کئے جائیں گے۔ تمام احباب وخواتین کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ان تین دنوں میں پاسپورٹ جمع کروائیں۔ ۳۰ رجون تک پولیس سے پاسپورٹ کا حصول اور صدر جماعت سے جلسہ سالانہ کا دعوتی خط کا کام ہر دوست کا مکمل ہو جانا چاہیئے۔
- بچوں کے ایسے ٹریول کاغذات جن پر قومیت پاکستانی لکھی ہے برطانیہ کا ویزا حاصل کرنا ضروری ہے۔ جرمن قومیت رکھنے والے بچے اپنے پاسپورٹ پر تصویر ضرور لگائیں۔

تمام خواتین واحباب وصدر صاحبان جماعت سے تعاون کی خصوصی درخواست ہے تا پروگرام کے مطابق تمام کارروائی سہولت کے ساتھ بروقت مکمل ہوجائے۔ اس بارے میں تمام خط وکتابت MITTELWEG 43 پر کی جائے۔

عرفان احمد خان، سیکرٹری امور خارجہ، جماعت احمدیہ ——— جرمنی

داعی الی اللہ کی مساعی

جماعت PFUNGSTADT کے داعی الی اللہ مکرم محمد شفیع زبیر صاحب نے شہر کی KIRCHENGEMEINDE تنظیم کے اجلاس میں شرکت کی۔ جہاں پر حاضرین کی تعداد دوسو تھی۔ شہر کے پادری DR. HANSJÜRGEN GÜNTHER نے حاضرین سے آپ کا تعارف کروایا اور بتایا کہ جناب زبیر صاحب مسلمان ہیں اور احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور آج تنظیم کے اراکین کے لئے قرآن کریم معہ جرمن ترجمہ کے تحفہ کے طور پر لے کر آئے ہیں اور اس بات کے خواہشمند ہیں جو ممبران اسلام میں دلچسپی رکھتے ہیں یا اسلام کے بارے میں کوئی بھی سوال پوچھنا چاہتے ہیں وہ اُن سے رابطہ قائم کریں۔ تمام حاضرین نے مکرم زبیر صاحب کو خوش آمدید کہا۔ چرچ کے رسالہ میں آپ کی تصویر پادری کو قرآن کریم دیتے ہوئے شائع ہوئی اور ساتھ پادری DR. HANSJÜRGEN GÜNTHER کا پورے صفحہ کا نوٹ شائع ہوا جس میں جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مکرم زبیر صاحب کی کاوشوں میں برکت اور جلد اس شہر میں احمدیت قبول کرنے والی سعید روحیں عطا ہوں۔

ناصر محمد، جنرل سیکرٹری جماعت ——— PFUNGSTADT

خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ جرمنی کے زونل اور نیشنل سالانہ اجتماع کے موقع پر تقریری مقابلہ جات کے

عناوین

اطفال الاحمدیہ معیار صغیر

احمدی مسلم کی خصوصیات، سچائی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، علم کے فائدے، اللہ تعالیٰ، قرآن کریم، نماز باجماعت کے فائدے۔

اطفال الاحمدیہ معیار کبیر

ہمارا نبی پیارا پیارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، UMWELTSCHUTZ، خدمت میں عظمت، نماز، اطاعت والدین، آداب مسجد، حج ایک اہم فریضہ، جماعتی اور تنظیمی اجلاسات کے فائدے، احمدی۔ دنیا کا راہنما۔ (تقریر کا وقت ۲ سے ۳ منٹ)

خدام الاحمدیہ

اسیرانِ راہِ مولیٰ، کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو، اصحابی کالنجوم، محمد عربی بادشاہِ ہردوسرا، راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں، قادیان دارالامان، عالمگیر جماعت احمدیہ کی رفاہی خدمات (انگلش اور جرمن تقاریر کے بھی یہی عناوین ہوں گے)

مقابلہ تلاوت

صحیح ادائیگی اور صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم کی تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت۔
(مقابلہ میں حصہ لینے سے پہلے پڑھی جانے والی آیات کے تلفظ کی درستگی کرالیں۔)

مقابلہ نظم

تین اشعار از "درثمین، کلام محمود، درعدن، کلام طاہر" جن کو دُہرانے کی اجازت نہیں اگر دُہرانا ہے تو پھر تین مصرعے۔

حفظِ قرآن کریم

سورۃ جمعہ (۲ رکوع ہیں) برائے اطفال سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات۔

درخواستِ دُعا

محترمہ اہلیہ صاحبہ مولانا عطاء اللہ کلیم سابق مشنری انچارج جرمنی مقیم امریکہ کی اہلیہ صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہیں اور تاحال بیماری میں افاقہ کی صورت حال پیدا نہیں ہوئی۔ تمام قارئین سے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔

عبدالعظیم خان ———— فرینکفرٹ

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم داؤد احمد خان آف ORTENBERG ایک لمبا عرصہ سے بیمار ہیں اور بیماری بار بار عود کر آتی ہے۔ اُن کی صحت یابی اور کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

ودود احمد خان ———— فرینکفرٹ

مکرم عبدالوہاب صاحب صدر حلقہ الیشبرہائم کو چند سال سے ریڑھ کی ہڈی کے مہروں میں تکلیف ہوئی تھی جس پر اُن کا ایک میجر آپریشن ہوا تھا۔ اب صحت یابی کے چند سال کے بعد دوبارہ یہ تکلیف عود کر آئی ہے۔ علاج مسلسل جاری ہے۔ گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن تکلیف پورے طور پر رفع نہیں ہوئی۔ مکرم عبدالوہاب صاحب بہت مخلص کارکن ہیں اور ہمہ وقت جماعتی خدمت پر مستعد رہتے ہیں۔ تمام احباب و خواتین سے اُن کی کامل صحت یابی اور شفایابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

چوہدری صغیر احمد ———— فرینکفرٹ

اعلان نکاح

خاکسار کے لڑکے عزیزم عرفان عاصم کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ امۃ المجیب بنت مکرم غلام قادر صاحب درویش قادیان مورخہ ۲۰ رمارچ ۱۹۹۲ء کو مکرم صاحبزادہ وسیم احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان میں فرمایا۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

چوہدری محمد رمضان ———— بادنوہائم

◆ مکرم عزیز احمد بٹ ابن عبداللہ جان مرحوم آف رحمت بازار ربوہ حال فرائے برگ کا نکاح مکرمہ رفعت پروین بنت محمد انور صاحب سے مورخہ ۹ رفروری ۱۹۹۲ء کو ربوہ میں پڑھایا گیا۔

◆ مکرم فہیم احمد خان ولد ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب آف ننکانہ صاحب حال فرائے برگ کا نکاح مکرمہ امۃ الشکور ناہید بنت سید عبدالشکور ظفر صاحب آف ربوہ سے مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کو مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھایا۔ احباب جماعت سے دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

محمد اسلم یوسف، جماعت ———— فرائے برگ

ولادت

مکرم محمد عبداللہ صاحب آف فورس ہائم جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کے بعد پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عدیلہ عبداللہ تجویز فرمایا ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود چوہدری رحمت علی مرحوم موسیٰ والا ضلع سیالکوٹ کی پوتی ہے۔ بچی کی تندرستی، درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

سلیم احمد شاہد ———— باد ٹائی ناخ

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۱۹ رمارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴ر رمضان المبارک کو ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور نے بچی کا نام عافیہ رفیق رکھا ہے۔ نومولود مکرم رانا بشیر احمد صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم چوہدری برکت علی صاحب کی نواسی ہے۔

بچی کے نیک، صالحہ، خادم دین بننے اور درازی عمر کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

رانا رفیق احمد بابر ———— فرینکفرٹ

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۲ رفروری ۱۹۹۲ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ عزیزم کا نام اسد اللہ مبشر رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب آف ضلع سیالکوٹ کا پوتا اور مکرم شیخ محمد رشید احمد آف ساہیوال کا نواسہ ہے۔ نومولود کی صحت و تندرستی درازی عمر اور نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

حنیف احمد ملک ———— فرینکفرٹ

آمین

میری بیٹی عزیزہ ماریہ طارق نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے بچی کے نیک مستقبل اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

طارق عبداللہ، جماعت ———— کیل

میرے بیٹے عزیزم سید محمد فیاض کے بفضلہ تعالیٰ قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے پر تقریب آمین زیر صدارت مکرم و محترم چوہدری سعید الدین ریجنل امیر کولون منعقد ہوئی جس میں جماعت پرم، ٹریر اور ڈاؤن کے احباب شامل دُعا ہوئے اللہ تعالیٰ اسے قرآن کریم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

سید محمد ریاض ———— بٹ برگ

خاکسار کے بیٹے عزیزم ودود ناصر نے بعمر ۴ سال قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے عزیزم وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے بچے کے نیک، صالح، خادم دین اور خادم قرآن ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

مسعود احمد ناصر، شعبہ مال، ———— جرمنی

دُعائے مغفرت

ہمارے والد محترم صوبیدار فضل قادر اٹھوال ۳ر فروری کو ہمبرگ میں وفات پا گئے تھے۔ مرحوم نے فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد ایک لمبا عرصہ دفتر تحریک جدید، انجمن احمدیہ میں خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

والد صاحب کی وفات پر جرمنی کے دور دراز کے شہروں سے کثرت سے احباب تعزیت کے لئے تشریف لائے اور خطوط اور ٹیلی فون پر بھی کثرت سے دوستوں نے تعزیت کا اظہار کر کے ہم سب خاندان کی دلجوئی کی۔ ہم سب ان احباب و خواتین کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور دُعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم والد صاحب کی خوبیوں سے ہمیں وافر حصہ عطا کرے اور اُن کے درجات بلند فرمائے۔

فضل احمد طاہر، مبشر احمد شاہین ———— ہمبرگ

ناصرہ طاہرہ ملک ———— برلن

پکاڈلی مارکیٹ

خوشخبری

ہمارے ہاں سے بہترین

جاپانی کھلے کپڑے

ریڈی میڈ ملبوسات

دالیں

آٹا

چاول

مصالحہ جات

اس کے علاوہ

تازہ سبزیاں بھی دستیاب ہیں

ہمیشہ کی طرح اعلیٰ مال ✦ سستے دام

آپ کی تشریف آوری کا شکریہ

Remember: We set the Standard of Comparison

Piccadilly Markt

Konstblerwache (nahe C & A)

Porzellanhofstr. 6 · 6000 Frankfurt am Main 1

Telefon (0 69) 28 10 15

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوقات نماز برائے فرینکفرٹ مئی ۱۹۹۲ء

دن TAG	تاریخ DATUM	فجر FAJR	طلوع آفتاب S.AUFGANG	ظہر SOHAR	عصر AßR	مغرب MAGHRIB	عشاء ISCHA
FR	01. Mai	4:41	6:01	13:30	17:30	20:50	22:05
SA	02. Mai	4:39	5:59	13:30	17:30	20:51	22:06
SO	03. Mai	4:38	5:58	13:30	17:30	20:54	22:08
MO	04. Mai	4:36	5:56	13:30	17:30	20:56	22:09
DI	05. Mai	4:34	5:54	13:30	17:30	20:57	22:11
MI	06. Mai	4:32	5:52	13:30	17:30	20:59	22:12
DO	07. Mai	4:31	5:51	13:30	17:30	21:00	22:14
FR	08. Mai	4:29	5:49	13:30	17:30	21:02	22:15
SA	09. Mai	4:28	5:49	13:30	17:30	21:03	22:17
SO	10. Mai	4:26	5:48	13:30	17:30	21:05	22:18
MO	11. Mai	4:25	5:46	13:30	17:30	21:06	22:20
DI	12. Mai	4:23	5:45	13:30	17:30	21:08	22:21
MI	13. Mai	4:22	5:43	13:30	17:30	21:09	22:23
DO	14. Mai	4:20	5:42	13:30	17:30	21:10	22:24
FR	15. Mai	4:19	5:40	13:30	17:30	21:12	22:25
SA	16. Mai	4:17	5:39	13:30	17:30	21:13	22:27
SO	17. Mai	4:16	5:37	13:30	17:30	21:14	22:28
MO	18. Mai	4:15	5:36	13:30	17:30	21:16	22:29
DI	19. Mai	4:13	5:35	13:30	17:30	21:17	22:31
MI	20. Mai	4:12	5:33	13:30	17:30	21:18	22:32
DO	21. Mai	4:11	5:32	13:30	17:30	21:20	22:33
FR	22. Mai	4:10	5:31	13:30	17:30	21:21	22:35
SA	23. Mai	4:09	5:30	13:30	17:30	21:22	22:36
SO	24. Mai	4:08	5:29	13:30	17:30	21:24	22:37
MO	25. Mai	4:07	5:28	13:30	17:30	21:25	22:39
DI	26. Mai	4:06	5:27	13:30	17:30	21:26	22:40
MI	27. Mai	4:05	5:26	13:30	17:30	21:27	22:41
DO	28. Mai	4:04	5:25	13:30	17:30	21:28	22:42
FR	29. Mai	4:03	5:24	13:30	17:30	21:29	22:43
SA	30. Mai	4:02	5:23	13:30	17:30	21:30	22:44
SO	31. Mai	4:01	5:22	13:30	17:30	21:30	22:45

فرق اوقات *Zeitunterschied:*	غروب آفتاب *Sonn. aufg.*	غروب آفتاب *Sonn. Untg.*
Aachen:	+4	+8
Berlin:	+10	-26
Bremen:	-1	-9
Dortmund:	-17	-1
Hamburg:	-5	-14
Leipzig:	-5	-11
Dessau:	-6	-21
Hannover:	+14	-11
Köln:	-10	+5
Mannheim:	+9	+3
München:	+11	-6
Stuttgart:	+9	+2
Magdeburg:	-11	-19
Erfurt:	-7	-13

پیشکش:۔ طاہر محمود، مسعود جاوید ______ جرمنی

خلافت

خلافت سرِّ ہستی ہے خلافت رازِ قدرت ہے
خلافت روحِ مذہب ہے خلافت جانِ ملّت ہے
خلافت اہلِ ایماں کے لئے بارانِ رحمت ہے
خلافت نوعِ انساں کے لئے سامانِ وحدت ہے

خلافت ہے ہدایت کے لئے تکمیل کا باعث
خلافت ہے شریعت کے لئے تعمیل کا باعث
خلافت حق تعالےٰ کی محبت کا نشاں سمجھو
خلافت کی اطاعت میں حیاتِ جاوداں سمجھو

خلافت ہی میں پوشیدہ متاعِ آسماں سمجھو
خلافت ہی سے وابستہ نجاتِ دو جہاں سمجھو
غرض جب بھی کبھی اس دور کا آغاز ہوتا ہے
نیا ساقی نئی محفل نیا انداز ہوتا ہے

مداوائے ضلالت ہیں تو ہم اہلِ خلافت ہیں
شناسائے مشیّت ہیں تو ہم اہلِ خلافت ہیں
نگہدارِ نبوت ہیں تو ہم اہلِ خلافت ہیں
علمدارِ خلافت ہیں تو ہم اہلِ خلافت ہیں

یہ سب شیرازۂ ظلمت پریشاں ہونے والا ہے
کوئی دم میں طلوعِ صبحِ تاباں ہونے والا ہے

مبشر احمد راجیکی

Herausgeber (Publisher): Abdullah Wagishauser, · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt am Main 70
Tel. (0 69) 68 14 85 / 68 10 62 · Fax (0 69) 68 65 04 · Telex 41 6187 islam d · Telegr.-Adr.: »Islam« Frankfurt/M.